منجانب: ٹیم منبرالجہادواحوال امت (انصارخلافت اسلامیہ ولایت خراسان)

رسالہ الی دیوبند

انصاران خلافت اسلامیہ کا دیوبندحضرات کے نام پیغام

منجانب: ٹیم منبرالجہادواحوال امت (انصارخلافت اسلامیہ ولایت خراسان)

فہرست

باب اول: **ہم دیوبندکوسلف صالحین اہلسنت کے اجماعی عقائد کی طرف پلٹنے کی دعوت دیتے ہیں** (4)

باب دوم: **دیوبندمیں اشاعرہ وماتریدیااورجہمیہ ومعتزلہ کے عقائد** (8)

باب سوم: **دیوبندمیں وحدت الوجودوحلول کے عقائد کے حامل غالی صوفیاء(اتحادیہ ووجودیہ) کےعقائد** (20)

باب چہارم: **متاخرین احناف و دیوبندکے اللہ کی خالص اطاعت کے منافی عقائد** (29)

باب پنجم: **مسلک دیوبند کادعامیں انبیاءواولیاء کاوسیلہ بنانے کاباطل عقیدہ** (34)

باب:اول

ہم دیوبندکوسلف صالحین اہلسنت کے اجماعی عقائد کی طرف پلٹنے کی دعوت دیتے ہیں

خلافت اسلامیہ کے مجاہدین کی عراق وشام اوردنیاکے دیگرخطوں میں فتوحات پر اورخلافت اسلامیہ کے قیام کے اولین ایام میں برصغیروخراسان میں دیوبند مسلک سے تعلق رکھنے والوں نے خیرمقدم اورخوشی کااظہارکیا'اوراس خطے میں دیوبندبھائیوں کی کافی تعداد نے خلافت سے بیعت بھی کی'لیکن ان میں سے بہت سے وہ تھے جوخطے میں موجود تحریک طالبان سے اسلام وخلافت اسلامیہ سے بڑھ کر تعصب وتقلید کاشکارتھے'اورجب تحریک طالبان نے شخصیت وجماعت پرستی کوبت بناتے ہوئے صحیح احادیث رسول میں ذکرکردہ خلافت شام کورد کرکے اس سے مخالفت کاآغازکیاتویہ لوگ بھی خلافت کی بیعت توڑکراس سے دشمنی پرنکل آئے'اورکچھ جنہوں نے جماعتی بت کومعبود ومطاع تونہ بنایااورخلافت اسلامیہ کی حمایت اوربیعت پرقائم رہے'لیکن جب خلافت اسلامیہ نے اہلسنت کے خالص اسلامی عقیدے پرکسی مصلحت ومداہنت اختیارکرنے کی بجائے عقیدہ توحیدکوحرزجان بناتے ہوئے اورشخصیت وفرقہ پرستی کی دیواروں کومنہدم کرتے ہوئے اپنے آفیشل رسالے دابق(Dabiq)میں دیوبند مسلک میں پائے جانے والے خلاف اسلامی عقائدجہمیہ'اشاعرہ وماتریدیاکے عقائد'تقلیدجامد اورغالی صوفیانہ عقائدپرتنقیدکی توشیطان آخرکاران لوگوں کے دل میں مسلک کے بت کوسجاکرخلافت اسلامیہ کی حمائت وبیعت ترک کرانے میں کامیاب ہوگیا'اوریہ لوگ بھی خلافت اسلامیہ کی مخالفت کرنے اوراس کے خلاف پروپیگنڈے کرنے میں ایک اوراندازمیں مصروف ہوگئے'یہ دولت اسلامیہ اوراہلسنت کے خالص اسلامی عقائد کے متعلق عوام کوالجھانے لگے'ان لوگوں نے عقیدے جیسے خاص اوربنیادی چیزکودرست کرنے اوراپنی عاقبت سنوارنے کی ذراکوشش نہ کی کہ یہ دیوبندکے عقائدکوقرآن وحدیث اورصحابہ کرام وسلف صالحین اہلسنہ کے عقائدسے موازنہ کرلیں کہ جن کااجماع دین میں سند کی حیثیت رکھتاہے'شیطان نے ان کواس اندازسے ورغلایاکہ ہم بھی احناف میں سے ہیں جوقرون اولٰی سے اہلسنت میں گنے جاتے ہیں'لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ موجود احناف کے نام سے نہادطورپرمنسوب دیوبندمسلک کے عقائدقرون اولٰی کے ائمہ اہلسنت سے یکسر مخالف ہیں'جس کایہ خوداقراربھی کرتے

ہیں'اوراعتقادجیسے بالاجماع اورغیرمتبدل معاملات میں اجتہادکادعوی کرتے ہیں'جبکہ دوسری طرف یہی لوگ دین کے فروعی مسائل میں اجتہادپرسلفیت پرتنقیدکرتے پائے جاتے ہیں. (1)

جبکہ اہلسنت کے نزدیک اعتقاد ایسامعاملہ ہے کہ جس میں اجتہادکی اجازت سرے سے ہی نہیں ہے اوراس میں صحابہ کرام اورسلف صالحین کے اجماع اوران کی اختیارکردہ تشریح کی پیروی کرناواجب ہے.

امام حافظ ابن عبدالبررحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہ (1)

دیوبند مسلک کی سلفیوں پریہ تہمت بے جاکہ وہ اجماع صحابہ کے منکرہیں'اوروہ تروایح یاطلاق کے مشہورنزعی مسائل میں قرآن وحدیث اورصحابہ کرام کے اجماع کے مخالف عمل کرتے ہیں.سلفیوں کے نزدیک بھی اجماع صحابہ وسلف صالحین دین میں سندکی حیثیت رکھتاہے.

شیخ الحدیث حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اہلحدیث کے اصول کتاب وسنت'اجماع اوراقوال صحابہ ہیں.یعنی جب کسی ایک صحابی کاقول ہواوراس کاکوئی مخالف نہ ہو'اگراختلاف ہوتوان میں سے جوقول کتاب وسنت کے زیادہ قریب ہو'اس پرعمل کیاجائے اوراس پرکسی عمل'رائے یاقیاس کومقدم نہ سمجھاجائے'اوربوقت ضرورت قیاس پرعمل کیاجائے'قیاس میں اپنے سے اعلم پراعتمادکرناجائزہے یہی مسلک امام احمدبن حنبل اوردیگرائمہ اہلحدیث کاہے."(الاصلاح:۱۴)

دراصل تراویح کے مسئلہ میں حضرت عمررضی اللہ عنہ کےدورمیں آٹھ تراویح ہوناباسند صحیح ثابت ہے.اورنفلی عبادت کے اس فروعی مسئلہ میں اختلاف کی گنجائش ہے.اس طرح احناف کے دین کے دیگر فروعی مسائل میں اختلاف پربھی بالکل کوئی تنکیروتنقیدنہیں.

طلاق کے خاص مسئلہ میں صحیح روایات کے مطابق حضرت ابوبکررضی اللہ عنہ کے دورخلافت میں تین طلاق ایک گنے جانا ہی مروج تھاجس پرتمام صحابہ کااجماع تھا.حضرت عمررضی اللہ عنہ اپنے دورحکومت کے صرف تھوڑے سے عرصے یہ پابندی لگائی کہ طلاق کی کثرت کی وجہ سے ایک مجلس مین تین طلاق کے ہونے کومروج فرمایا.یہ حضرت عمررضی اللہ عنہ کااجتہادتھااورحضرت عمررضی اللہ عنہ نے کچھ عرصے بعداس طریقہ کوکالعدم کرکےپراناطلاق کامروجہ طریقہ دوبارہ رائج کرادیا.جیساکہ اغاثہ الافہان میں

امام ابن قیم کی صحیح روایت سے ثابت ہوتاہے.اگرکوئی حضرت عمررضی اللہ
کواس اجتہادپربدعتی یافاسق کہتاہے تووایساشخص رافضی و زندیق کے زمرے میں
ہی یقیناگناجائے گاچاہے وہ کسی بھی مسلک سے نسبت رکھتاہولیکن یہ
تکفیرمعین علماءاہلسنہ کے تکفیرکے اصول وقواعدکوملحوظ رکھتے ہوئے ہو.}ہ

"سلف نے اس بات سے ممانعت فرمائی ہے کہ اللہ تعالٰی یااس کے اسماء
وصفات کے بارے میں بحث اوراختلاف ہو.البتہ جہاں تک فقہی مسائل کی بات ہے
توسلف کااتفاق ہے کہ ان امورمیں بحث اوراخذوردہوسکتاہے.کیونکہ
یہ(فقہ)ایساعلم جس میں قیاس کرنے کی حاجت ہے.جبکہ اعتقادات کامعاملہ
ایسانہیں ہے.کیونکہ اہلسنت والجماعت کے نزدیک اللہ عزوجل کی بابت کوئی
بات کی ہی نہیں جاسکتی سوائے اس بات کے جوخودہی اپنی ذات کے بارے میں
بیان کردے'یارسول اس کی بابت بیان کردے'یاجس پرامت نے اجماع کرلیاہواللہ
کی مثل کوئی چیزہے ہی نہیں جس کاقیاس یاگہرے غورو خوض(یاعقل) کے
نتیجے میں ادراک ہوناممکن ہو."*(صحیح جامع بیان العلم وفضلہ:۳۷۳)*

ذیل میں ہم پہلےمسلک دیوبندکے اہلسنت سے مخالف عقائدکاثبوت مسلک
دیوبندکی عقیدے کی متفقہ کتاب'المہندعلی المفند'سےدیں گے جس پربے
شمارعلماءدیوبندکی تصدیقات موجودہیں.اوراس ضمن میں ان کےاکابرین کے
اقوال بھی ذکرکریں گے.تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مسلک دیوبندپر یہ
عقائداکابرین دیوبندکے اقوال کی غلط تعبیر اخذکرکے منسوب کیے جارہے ہیں.

لیکن اس کے ساتھ ہمارایہ دعوی نہیں کہ دیوبندکے تمام علماء بعینہ ان ہی تمام
گمراہ عقائد(جہمیہ'اشاعرہ'ماتریدیا'معتزلہ 'مرجئہ'غالی صوفیہ) کے حامل
ہیں'بلکہ ان میں ملے جلے عقائدہیں.اوربعض کچھ عقائدمیں اہلسنت کی پیروی
بھی کرتے ہیں.اوران میں سے کچھ چیدہ چیدہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے اکابرین سے
مخالف اہلسنت کے عقائد کی پیروی کی ہے'لیکن دیوبند کی عامی عوام تو اپنے
اکابرین کے ان عقائد سے بالکل نابلدہیں.

اس مضمون سے ہمارامقصودان سب پرکوئی حکم لگانانہیں اورنہ ہی دیوبندکے
ان خاص اکابرین پرکوئی حکم لگاناہے'کیونکہ یہ سب چیزیں ان کے شبہات
وتاویل کوردکرنے اورحجت پہنچانے کاتقاضہ کرتی ہیں.اورنہ ہی ہمارے اس
مضمون سے مقصودنام نہاد سلفیوں کے (بدعتی مرجئہ) مسلک سے تعصب
ہے.کسی شخصیت اورمسلک سے محبت اس چیزکاتقاضہ نہیں کرتی کہ ان میں
پائے جانے والے اہلسنت سے مخالف اسلامی عقائدپرردنہ کیاجائے.جس طرح ہم آج

کے نام نہادسعودی عرب اوربرصغیرکےسلفیوں کوروافض وطواغیت سے دوستی کرنے اوران کی تکفیرنہ کرنے کی وجہ سے بدعتی فرقہ مرجئہ کہتے ہیں.اورشیخ ابوبصیر (ھداہ اللہ) نے سلفیوں کے ماضی قریب کے امام علامہ البانی کے مرجئہ عقائدپرسخت گرفت کی ہے.اس طرح ہمارے ہمارے دیوبندی بھائی جان لیں کہ ہمارے دیوبند کے اہلسنت سے مخالف اسلامی عقائدپرردسےمقصدکوئی مسلکی تعصب نہیں'بلکہ اخلاص کے ساتھ عقائدکے معاملے میں صحابہ کرام وسلف صالحین و اہلسنت کے منہج اورعقیدےکی پیروی کرنے کی دعوت دیناہے.ہم دولت اسلامیہ ولایت خراسان کے احناف امراء وقائدین اورکارکنان سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ عقیدے کے معاملے میں ثابت قدمی اختیارکریں اورکسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی ہرگزپرواہ نہ کریں.بلکہ حق کی راہ میں استقامت اختیارکرنے والے اپنے اکابرین احناف سیداحمدشہیداورشاہ اسماعیل شہیدرحمہ اللہ کے نقش قدم پرچلیں جنہوں نے برصغیرکے احناف عوام میں سے باطل عقائدوبدعات کے استیصال کے لیے مجددانہ کرداراداکیا.

کچھ لوگوں کاخیال ہے کہ مجاہدین اور مسلمانوں میں عقیدے کی دعوت نہیں دینی چاہیے کہ اس سے مسلمانوں میں آپس میں بغض وعداوت اوراختلاف وتفرقہ پیداہوگا اوراختلاف کی وجہ سے جہاداورمسلمانوں کانقصان ہوگا.

جبکہ اللہ تعالی نے قرآن مجیدمیں اختلاف اورتفرقہ کی اصل وجہ ایمان اورعقائدمیں گمراہی بیان کی ہے.اللہ تعالی نےاہل کتاب میں تفرقہ کی اصل وجہ یہ بیان کی ہے کہ انہوں نےخالص عقیدہ کوچھوڑ دیا.مسلمانوں میں بھی آج اختلاف اورتفرقہ کی اصل وجہ ایمان وعقیدہ میں گمراہی ہے.

ارشادباری تعالٰی ہے:

فنسواحظ مماذکروابہ 'فاغرینابینھم العداوۃ والبغضاءالی یوم القیمۃ. (المائدۃ:۱۴)

"پس انھوں نے اس کاکچھ حصہ بھلادیاجوانھیں نصیحت کی گئی تھی'توہم نے ان کے آپس میں بغض وعداوت ڈال دی جوقیامت تک رہے گی."

صحیح اورخالص عقیدہ وایمان کی بنیادپرہی مسلمان متحدہوں گے اوراسی کی بنیاد پرمسلمانوں کومظبوطی و برکت اورتحفظ واستحکام حاصل ہوگا.اوراللہ ان کے قدم زمین پرجمادے گا.

ارشادباری تعالٰی ہے:

الم ترکیف ضرب اللہ مثلاکلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھاثابت وفرعھافی السماء. (ابراہیم:۲۴)

کیاآپ نے نہیں دیکھاکہ اللہ تعالٰی نے پاکیزہ بات(کلمہ توحیدوایمان)کی مثال کس طرح بیان فرمائی'مثل ایک پاکیزہ درخت (کجھور)کہ جس کی جڑ مظبوط ہے اورجس کی ٹہنیاں آسمان میں ہیں.

اللہ تعالی نے مسلمانوں کوفتح ونصرت اورغلبہ کاوعدہ صحیح اورشرک وبدعت سے پاک خالص ایمان وعقیدہ پرکیاہے.ارشادباری تعالی ہے.

وعداللّٰہ الذین امنوامنکم وعملوالصلحت لیستخلفنهم فی الارض کمااستخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من م بعد خوفهم امنا.یعبدوننی لایشرکون بی شیاءومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفسقون.(النور: ۵۵)

اللہ نے وعدہ کیاان لوگوں سے جوتم میں سے(خالص وصحیح) ایمان لائے اورانہوں نے نیک عمل کیے کہ ان کو ضرورزمین میں حکومت دے گا.جس طرح کہ ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی.اوران کیلئے ان کے اس دین کو جمادے گا جوان کیلئے پسند کیاہے اورضروران کے خوف کوامن میں تبدیل کرے گا.وہ میری ہی عبادت کریں گے'میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اورجو شخص اس کے بعد انکارکرے تویہی لوگ فاسق ہیں.

اللھم ارناالحق حقاورزقنااتباعه وارناالباطل باطل وارزقنااجتبائه.

باب: دوم

دیوبندمیں اشاعرہ وماتریدیااورجہمیہ ومعتزلہ کے عقائد

دیوبنداللہ کی اسماءوصفات میں اہلسنت کے عقیدے کے برعکس اشاعرہ وماتریدیہ کی پیروی کرتے ہیں.

دیوبندکے عقیدے کی کتاب 'المہندعلی المفند'کےشروع ہی میں مذکورہے.

"ہم اورہمارے مشائخ اورہماری ساری جماعت بحمدللہ فروعات میں مقلدہیں مقتدائے خلق حضرت امام ہمام امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ

عنہم کے اوراصول واعتقادات میں پیروہیں امام ابوالحسن اشعری اورابومنصورماتریدی رضی اللہ عنہماکی".(المہندعلی المفند:۱۱)

نیزلکھتے ہیں:

"اور ہمارے متاخرین اماموں(امام ابوالحسن اشعری وابومنصور ماتریدی) نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت شرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں کہ صحیح استواء سے مراد غلبہ اور ہاتھ سے مراد قدرت ہے."(المہند علی المفند ص:۳۹)

جہمیہ اشاعرہ وماتریدیاکی تفصیل:

جہمیہ کے باطل عقیدہ کاآغازقرون سلف میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دورمیں ہوا.اس باطل عقیدہ

کابانی جہم بن صفوان تھا.اوراس کی نام کی مناسبت سے اس کاپیروکارفرقہ جہمیہ کہلاتاہے.

جہم بن صفوان نے سب سے پہلے توحیداسماءوصفات کاانکارکیا.اوراللہ کے قرآن میں بیان کردہ صفات عرش'جہت علو'ید(ہاتھ) 'وجہ(چہرہ) 'عین(آنکھ) وغیرہ کے انکارکی وجہ اورتاویل یہ بیان کی کہ اس سے اللہ کی مخلوق کے ساتھ جہت ومکان اورتشبیہ وتجسیم ثابت ہوتی ہے.اس لیے ان کے نزدیک اللہ کی صفات کاانکارتوحیدہے.اورجواللہ کی صفات کومانتے ہوئے اس کی شان کے لائق قراردے وہ ان کے نزدیک باطل فرقہ مشبہ ومجسمہ وکرامیہ ہے.(یہ وہ فرقہ ہیں جواللہ کی صفات کوحقیقت میں مخلوق جیساقراردیتے تھے)

جہم بن صفوان کواوراس کےعقیدہ کے ایک دوسرے بڑے عالم جعدبن درہم کواس فتنہ وگمراہی کی وجہ سے خلافت بنوامیہ میں موت کی سزادی گئی.

جہم بن صفوان کے اللہ کی صفات کے انکارپرسلف صالحین نے شدیدردکیا.کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اورصحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ کی ان عظیم صفات کے انکاریاتاویل کی کبھی تعلیم نہ دی تھی.بلکہ ان کی تاویل کے بغیراس کے اقرارکوایمان قراردیا.حدیث میں مذکورہے.

أُمِّ سَلَمَہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ فِي قَوْلِهِ عزوجل :(الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى) ، قَالَتْ : الِاسْتِوَاءُ غَيْرُ مَجْهُولٍ، وَالْكَيْفُ غَيْرُ مَعْقُولٍ، وَالْإِقْرَارُ بِهِ إِيمَانٌ، وَالْجُحُودُ بِهِ كُفْرٌ ، وَيُرْوَى هَذَا الْكَلَامُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.(التوحيد لابن منده، حديث نمبر ۸۳۰)

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا ، اللہ تعالی کے اس ارشاد کے بارے میں (رحمٰن، عرش پر مستوی ہے) "فرماتی ہیں : استواءمعلوم ہے،اور اس کی کیفیت غیرمعقول ہے،اوراس کا اقرار کرنا ایمان ہے اور اس کا انکار کفر ہے."

اہلسنت کے ائمہ سلف اجماعی طورپراسی طرح اللہ کی تمام صفات کوکسی تاویل وانکارکے بغیرمانتے ہوئے اللہ کی شان کے لائق سمجھتے تھے اوران کی مخلوق میں کسی کے ساتھ تشبیہ وتمثیل بیان نہیں کرتے.

امام ترمذی ؒ فرماتے ہیں:

’’بہت سے اہل علم نے اس اور اس مفہوم کی دوسری احادیث ِ صفاتِ الٰہی و نزول باری تعالیٰ کے بارے میں کہا ہے کہ اس بارے میں روایات ثابت ہو گئی ہیں، ان پر ایمان لایا جایا گا، ان میں تاویل نہیں کی جائے گی، نہ ہی یہ کہا جائے گا کہ یہ صفات الٰہی کیسی ہیں؟ اما م مالک، امام سفیان بن عینیہ اور امام عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ سے اسی طرح منقول ہے.اہل سنت و الجماعت کے اہل علم کا یہی قول ہے۔ رہے جہمیہ لوگ تو انہوں نے ان روایات کا انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ تشبیہ ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کئی مقامات پر صفت ید،سمع اور بصر کا ذکر کیا ہے،لیکن جہمیہ نے ان آیات کی تاویل کی ہے اور اہل علم کے خلاف ان کی تفسیر کی ہے۔ جہمیوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا، بلکہ یہاں ید (ہاتھ)سے مراد قوت ہے۔‘‘ (سنن ترمذی:تحت حدیث ۶۶۲)

جہمیہ کے اس فتنہ پرسلف صالحین میں سے خاص طورپرامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ میدان میں اترے'اورآپ کے جہم بن صفوان سے اس کے باطل عقائدکے ردپرکافی مباحثہ منقول ہیں.

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اللہ کی صفات کے ضمن میں اپنی مشہورتصنیف'الفقہ الاکبر'میں فرمایا.

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اور اس کے لیے ہاتھ 'منہ' اور نفس ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے لیکن ان کی کیفیت معلوم نہیں ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ید سے قدرت اور نعمت مراد ہے کیونکہ ایسا کہنے سے اس کی صفت کا ابطال لازم آتا ہے اور یہ منکرین تقدیر اور معتزلہ کا مذہب ہے، بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ ہاتھ اس کی مجہول الکیفیت صفت ہے۔‘‘ (البیان الازہرترجمہ الفقہ الاکبر :ص ۳۲)

قرون اولٰی کے تمام سلف صالحین 'ائمہ اہلسنت اللہ کی صفات کوظاہری معنوں میں مانتے ہوئے انہیں اللہ کی شان وعظمت کے لائق سمجھتے تھے.اوراس ضمن میں متقدمین علماء اہلسنت کے درمیان ذرااختلاف نہ تھا.لیکن جہم بن صفوان کے بعدبہت زیادہ علماء اس فتنے کاشکار ہوئے اوران کے ساتھ علم الکلام کے ماہرحنفی عالم ابوالحسن اشعری اورابومنصور ماتریدی نے اپنے علم الکلام کے زورپراس فتنے کوبہت زیادہ پھیلایاجس سے یہ گمراہی بہت زیادہ علماء میں درآئی.ابوالحسن اشعری اورابومنصورماتریدی نے بھی اللہ کی صفات کونہ ماننے اوراس کی تاویل کرنے کی وجہ وہی بیان کی جوجہم بن صفوان نے کی تھی کہ ان صفات کوماننے سے اللہ کی جہت'مکان'تشبیہ اورتجسیم ثابت ہوتی ہے.ائمہ اہلسنت اشاعرہ وماتریدیاکی اس باطل تاویل کاخاص طورپرردکیاہے.

جہم بن صفوان نے بھی اسی باطل تاویل سے اللہ کی صفات کاانکارکیاتھا.امام احمد بن حنبل اس باطل تاویل کاردکرتے ہوئے فرماتے ہیں.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ عرش(اورآسمان) پر ہے جیسے اس نے چاہا اور جس طرح چاہا، بغیر کسی حد (اورتشبیہ وتجسیم کے) اور بغیر ایسی صفت کے جہاں کوئی بیان کرنے والا پہنچ سکتا ہے یا کوئی حدمقرر کرنے والا حد مقرر کر سکتا ہے، پس اللہ عزوجل کی صفات اسی سے ہیں اور اسی کے لیے ہیں، اور وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے ، اس کو نگاہیں نہیں پا سکتیں."(کتاب درءابن تیمیہ 'الرد علی الجہمیہ:۱۰۴)

موجودہ احناف سے منسوب دیوبندمسلک میں ابوالحسن اشعری اورابومنصورماتریدی کی تاویلات کی پیروی کرتے ہوئے اللہ کی صفات کونہیں مانتے ہیں اورکہتے ہیں کہ اللہ کی صفت عرش سے مراد اللہ کاغلبہ ہے اوراسی طرح ید (ہاتھ)سے مرادقوت ہے.ان کوجب کہاجاتاہے کہ آپ اللہ کی صفات کے عقیدہ میں اہلسنت اورامام ابوحنیفہ رحمہ کی پیروی کیوں نہیں کرتے تویہ کہتے ہیں کہ ابوالحسن اشعری اورابومنصورماتریدی چونکہ علم الکلام میں بڑے حنفی علماءتھے اس لیے انہوں نے اس معاملے میں اجتہاد کیاہے.

دارالعلوم دیوبند کی فتویٰ کمیٹی سے اس ضمن میں سوال کیاگیا.

سوال: ہم مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے ہیں اور عقائد میں امام ابو منصور ما تریدی اور ابو الحسن اشعری کی تقلید کرتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کے عقائد کیا تھے؟ اورآپ عقائد میں ان کی تقلید کیوں نہیں کرتے جب کہ کہا جاتا ہے کہ تقلید صرف ایک کی کی جائے ۔ میں خود

حنفی ہوں پر ایک عام شخص ہوں۔ برائے مہربانی ان اشکالات کو دور فرمادیجئے۔؟

جواب :(فتوی: 654=608/ب'دارلعلوم دیوبند)

"ہرفن کا ایک امام ہوا کرتا ہے، ہرفن میں ایک ہی شخص امام نہیں ہوا کرتا ہے، چنانچہ ہم حنفی مسائل فقہیہ میں امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمة کی اتباع کرتے ہیں اور عقائد امیں ابومنصور ماتریدی اور ابوالحسن اشعری علیہم الرحمة کا اتباع کرتے ہیں اور قراء ت میں ائمہ سبعہ میں امام عاصم کوفی کا اتباع کرتے ہیں جیسا کہ عام دنیا مانتی ہے، اور ان کے مسلک کے مطابق قرآن شریف پڑھتی ہے۔"واللہ تعالیٰ اعلم

(دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند' فتوی: 654=608/ب)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کااسماءوصفات کے ضمن میں عقیدہ واضح ہے اورآپ جہم بن صفوان کے باطل عقائد کے خلاف نبردآزمارہے اورآپ اللہ کی صفات کوان کے ظاہری معنوں میں مانتے تھے اوراس کی تاویل کوگمراہی قراردیتے تھے جیساکہ ہم نے امام ابوحنیفہ کاان کی تصنیف'الفقہ الاکبر'سے حوالہ ذکر کیاہے.اللہ کی صفات کاانکارکرنے والے ملعون جہم بن صفوان اوراس فرقے کے کفریہ عقائد کے رد میں امام ابوحنیفہ اوردیگرائمہ اہلسنت برسرپیکاررہے.لیکن دیوبندی اکابراشرف علی تھانوی اسےاسلام سے منسوب کرتےہیں اوراس بات کابھی اعتراف کرتاہے کہ سلف صالحین کاعقیدہ جہمیہ سے مخالف تھااوروہ اللہ کی صفات کوظاہرمیں مانتے تھے.

اشرف علی تھانوی کاقول ان کی تقریرترمذی میں یوں مزکورہے. بیان کرتے ہیں:

"بہت سے اہل علم یہ فرماتے ہیں کہ(اللہ کی صفات کی) حدیثیں اپنے ظاہر پر رکھی جائیں یعنی یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بھی ہیں اور پیر بھی اور آنکھ بھی اور کان سب چیزیں ہیں مگر ہم ان کی کیفیات سے آگاہ نہیں ہیں جیسا وہ خدائے بے مثل ہے اور جیسا اس کی ذات کا کما حقہ ادراک نہیں ہو سکتا ایسے ہی اس کے صفات کا ادراک بھی محال ہے اور سلف صالحین و علماءمتقدمین(یعنی امام ابوحنیفہ'امام مالک'امام احمدبن حنبل'امام شافعی) کا یہی مذہب تھا اور جہمیہ جو ایک فرقہ اسلامیہ ہے وہ ان امور میں تاویل کرتے ہیں۔ مثلا ید الله فوق ایدیهم میں ید سے مراد قوت کہتے ہیں۔

اور متاخرین(احناف یا دیوبند) نے ان مبتدعین(جہمیہ) کے مذہب کو اختیار کیا ہے ایک خاص ضرورت سے اور وہ یہ ہے کہ نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہوتی تھی یعنی جیسا کہ وہ قائل ہیں کہ تین بھی خدا ہیں اور ایک بھی ہے مگر سمجھ

نہیں آسکتا ہے ایسے اہل السلام کے یہاں بھی ان امور کے باب میں گفتگو تھی تو گویا اس اعتراض صوری کے رفع کرنے کو یہ طریق اختیار کیا گیا."(تقریر ترمذی ازمحمد اشرف علی تھانوی'ص: ۱۸۹)

دیوبند کی عقیدے کی کتاب 'المہند علی المفند'میں بھی اس بات کوتسلیم کیاگیاہے کہ اس مسئلے میں متقدمین ائمہ اہلسنت امام ابوحنیفہ وامام یوسف وغیرہ سے متاخرین ائمہ احناف مختلف عقیدہ رکھتے ہیں.

'المہندالمفند'میں مزکورہے:

" اس قسم کی(اللہ کی صفات کی) آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت سے بحث نہیں کرتے یقین جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالٰی مخلوق کے اوصاف سے منزہ اور نقص و حدوث کی علامات سے مبرا ہے جیسا کہ ہمارے متقدمین(امام ابوحنیفہ وغیرہ) کی رائے ہے.

اور ہمارے متاخرین اماموں(امام ابوالحسن اشعری وابومنصور ماتریدی) نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت شرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں کہ کم فہم جان لیں کہ ممکن ہے کہ استواء سے مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت تو یہ بھی ہمارے نزدیک حق ہے۔ البتہ جہت و مکان کا اللہ تعالٰی کیلئے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و مکانیت اور جملہ علامات حدوث سے منزہ و عالی ہے۔"(المہند علی المفند ص:۳۸-۳۹)

متاخرین احناف ودیوبند اللہ کی ان صفات کواہمیت نہیں دیتاجبکہ یہی مسئلہ جوقرون اولٰی سے اہلسنت اوراہل بدعت کے درمیان فرق کرتاتھا. تمام صحاح ستہ میں محدثین نے اللہ کی صفات نہ ماننے والے جہمیہ کے ردمیں باقاعدہ ابواب اوراحادیث قلمبند کی ہیں.

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جو شخص یہ کہے کہ میں اپنے رب کے بارے میں نہیں جانتا کہ وہ آسمان میں ہے یا زمین میں اس نے کفر کیا'اور ایسے ہی وہ شخص جو یہ کہے کہ وہ عرش پر ہے لیکن میں نہیں جانتا عرش آسمان میں ہے یا زمین میں."(الفقہ الاکبر: ۳۰۱)

عقیدہ طحاویہ کے شارح امام ابن عزحنفی رحمہ اللہ نے بھی اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کے مسلک کواختیارکیا ہے جبکہ ابن عبدالسلام حنفی اس مسئلہ کے قائل(یعنی سلف وامام ابوحنیفہ) کوباطل فرقہ مشبہ قراردیتے ہیں.

مُلا علي القاري نے اپنی 'شرح الفقه الأكبر'میں امام ابن عبدالسلام کی کتاب حل الرموز کایہ قول نقل کیا ھے کہ:"امام ابوحنیفہ کی الفقہ الاکبر کے اس قول 'جو یہ کہے کہ میں نہیں جانتا میرا رب آسمان میں ھے یا زمین میں ھے تواس شخص نے کفر کیا.'اس قول سے یہ وہم ھوتا ھے کہ الله تعالی کے لیے مکان ثابت ھے اورجویہ وہم کرے کہ الله تعالی کے لیئے مکان ثابت ھے تو وہ (باطل فرقہ)مشبہ ھے."

مُلا علي القاري نے اس کلام کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ھیں کہ اس میں شک نہیں کہ ابن عبد السلام بہت بڑے اورثقہ علماء میں سے ھیں لہذا انھوں نے جوجواب دیا ھے اس پراعتماد ضروری ھے اورجو بات شارح الطحاوی(ابن ابی عز) نے نقل کی ھے اس پرکوئی اعتماد نہ کرنا چائیے. جب کہ ابو مطیع محدثین کے نزدیک وضع ہے اور اس بات کی تصریح ایک زیادہ نے کی ھے." (شرح عقیدہ الفقہ الاکبرازملاعلی قاری)

متاخرین احناف اللہ کے آسمان پراورعرش پرہونے کااس لیے انکارکرتے ہیں اورکہتے ہیں کہ اللہ کوعرش اورآسمان پرماننے سے اس کامکان اورجہت ثابت ہوتی ہے'اوربعض تواس میں اس قدر متشدد ہیں کہ وہ اللہ کاعرش ماننے والے کواس کامکان ثابت کرنے کی وجہ سے کفرپرگردانتے ہیں بعض احناف امام ابوحنیفہ کی فقہ اکبر کی اوپرمزکورہ روایت پرجرح کرتے ہیں اوربعض اس کی عجب تاویل کرتے ہیں جوسمجھ سے بالاتر ہے.

امام بیاضی الحنفی نے امام ابوحنیفہ کے فقہ الاکبرکے قول پرکہتے ہیں:

"دراصل اس دوسری بات کا مرجع بھی پہلی بات کی طرف ہے کیونکہ جب وہ اللہ کو عرش پر مان کر کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ عرش آسمان پر ہے یا زمین پر تو اس کا بھی وہی مطلب ہوا جو پہلی عبارت کا ہے کہ اللہ آسمان پر ہے یا زمین پر تب ایسے شخص نے اللہ کے لیے مکان کا عقیدہ رکھا اور اللہ کو مکان سے پاک قرار نہیں دیا. [انتہي]

متاخرین احناف امام ابوحنیفہ اورامام طحاوی حنفی کے ان اقوال سے جوہم آگے ذکرکررہے ہیں اللہ کے مکان کی نفی کرتے ہوئے سمجھتے ہیں کہ اس لیے ضروری ہے کہ اللہ کی صفات کونہ مانتے ہوئے ان کی تاویل کی جائے.

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” جب تم سے کوئی پوچھے کہ اللہ (کی ذات)کہاں ہے؟ تو اسے کہو کہ اللہ وہیں ہے جہاں مخلوق کی تخلیق سے پہلے تھا جب کوئی مکان نہیں تھا صرف اللہ موجود تھا۔ اوروہی اس وقت موجود تھا جب مکان مخلوق نا م کی کوئی شے ہی نہیں تھی“۔ (الفقه الأكبر 'ص: ۱۶۶)

امام الطحاوي الحنفي فرماتے ہیں

"الله تعالی مکان و جهت و حدود سے پاک ہے۔"

(متن عقیدہ طحاویہ' ص:۱۵)

نیزامام الطحاویؒ الحنفی رحمهُ الله فرماتے هیں.

"الله تعالی بلند وبرترہے حدود وغایات سے اورارکان واعضاء وادوات سے ،چھ جِهات الله تعالی کوحاوی نہیں ہیں دیگرتمام مخلوقات کی طرح."(عقیدہ طحاویہ)

امام ابوحنیفہ یاامام طحاوی کے ان اقوال یعنی مکان یاجسم کی نفی سے مرادحدوالے مکان یامخلوق جیسے جسم یااعضاء کی نفی ہے.لیکن اگرامام طحاوی اس سے مراداللہ کے نفس 'یاہاتھ یاعرش وغیرہ کے مخلوق سے بلاتمثیل اس کے شان کے لائق ماننے کی نفی کررہے تویہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کامسلک نہیں.امام ابوحنیفہ 'الفقہ الاکبر'میں اللہ کے نفس 'عرش اوراس کی صفات کوبغیرتاویل کے مانتے ہیں.اوردیگرمتقدمین ائمہ اہلسنت بھی اللہ کی ان تمام صفات کومانتے ہیں اوران کی تاویل وانکارنہیں کرتے.

احناف اپنے حق میں متاخرین علماء کے بے شماراقوال پیش کرتے ہیں کہ جن میں اللہ کے مکان کی نفی کی وجہ سے اللّٰہ کی صفات کی تاویل کی جاتی ہے.اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالٰی کومخلوقات میں سے کوئی چیزنہیں گھیرسکتی بلکہ وہ ہرچیزپرمحیط ہے اوراس سے اوپرہے.لیکن اشاعرہ اوران کے موافقین کی خطاکاسبب یہ ہے کہ وہ سمجھنے لگے کہ اللہ تعالٰی کی صفت علو(بلندی)'عرش اورآسمان پرثابت کرنے سے یہ لازم آتاہے کہ وہ مخلوق کی جہات ومکان میں گھراہواہے.چنانچہ انھوں ان صفات کواپنے حقیقی معنی سے پھیردیا.وہ اپنے گمان کے مطابق نصوص کے تعارض کو دورکررہے ہیں.لیکن اس دوران وہ ایک زبردست غلطی کرگئے یعنی اللہ کے لیے ثابت ایسی چیزکاانکاروتاویل کربیٹھے جوسنت رسول اورمتقدمین ائمہ سلف سے ثابت نہیں. اہلسنت متاخرین کی رائے کومتقدمین اہلسنت امام احمدبن حنبل'امام مالک'امام ابوحنیفہ وغیرہ کے اجماع پرمقدم نہیں کرتے.اگرمتاخرین کی رائے کودرست مان لیاجائے تومتقدمین ائمہ اہلسنت گمراہ ٹھریں گے جواللہ کی صفات کو تاویل کے

بغیراس کی بے مثل ذات کے لائق سمجھتے ہیں.ہمارے پاس اس مسئلے میں سب سے بڑی دلیل متقدمین ائمہ اہلسنت امام مالک'امام احمد'امام ابوحنیفہ وغیرہ کااس مسئلے میں اجماع ہے.جبکہ متاخرین اس مسئلے میں متقدمین ائمہ اہلسنت سے کوئی دلیل پیش نہیں کرتے.

امام ابو حنیفہ رحمہ الله فرماتے ہیں:

"ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ الله سبحانه وتعالی عرش پرمُستوی ہوا لیکن وه عرش کا محتاج نہیں."

(كتاب الوصية'ص: ۸۷ :سند صحيح)وملا علي القاري

في شرح الفقه الاكبر (ص/ 75) عند شرح قول الامام: ولكن يده صفته بلا كيف)

" ایک عورت نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ جس رب کی آپ عبادت کرتے ہیں وہ کہاں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ " اللہ سبحانہ و تعالی زمین میں نہیں آسمان میں ہے۔ اس پر ان سے ایک آدمی نے کہا تو اللہ کا یہ قول ہے کہ " و هو معكم" "وہ تمہارے ساتھ ہے"۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسے ہی ہے جیسے کہ تم تم کسی آدمی کو لکھتے ہو کہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، حالانکہ تم اس سے غائب ہوتے ہو" (الفقہ الابساط ص:۲۶ ، مجموع الفتاوی (48/5)، ابن القیم نے اجتماع الجیوش الاسلامیہ ص 139 میں، ذہبی نے العلوص 101،102 میں، ابن قدامہ نے العلوص 116 میں، ابن ابی العز نے الطحاویہ ص 301 میں نقل کیا ہے۔)

" امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ بیشک اللہ سبحانہ و تعالی زمین میں نہیں، آسمان میں ہے اس پر ان سے ایک آدمی نے کہا کہ تو اللہ تعالی کا جو یہ قول ہے کہ "و هو معكم" "اور وہ تمہارے ساتھ ہے"۔تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسے ہی ہے جیسے کہ تم تم کسی آدمی کو لکھتے ہو کہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، حالانکہ تم اس سے غائب ہوتے ہو"(کتاب الاسماء و صفات ص:۴۲۶)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں.

"وہ سنت جس پر میں ہوں اور جس پر میں نے اپنے اصحاب الحدیث کو دیکھا ہے، جنہیں کہ میں نے دیکھا اور جن سے علم حاصل کیا، جیسے سفیان ثوری رحمہ اللہ اور مالک وغیرہ۔ اس سنت کے بارے میں قول یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا اقرار ہو، اور اس بات کا اقرار ہو کہ اللہ اپنے عرش پر اپنے آسمان میں ہے، اپنی مخلوق سے جیسے چاہتا ہے قریب ہوتا ہے (اللہ اپنے علم اور قدرت میں زمین کی ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے)، اور یہ کہ اللہ

آسمان دنیا کی طرف جیسے چاہتا ہے اترتا ہے. (جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت
ہے کہ اللہ عزوجل آسمان دنیا سے کبھی نیچے نہیں اترتا)."(الجیوش الاسلامیہ
ازابن قیم'کتاب عقیدہ آئمہ اربعہ مؤلف شیخ الخمیس)

ابو نعیم نے جعفر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہا کہ ہم لوگ امام مالک بن
انس کے پاس تھے کہ ایک آدمی نے آ کر کہا: اے ابو عبداللہ (الرحمن علی العرش
استوی) (رحمن عرش پر مستوی ہوا) کیسے مستوی ہوا؟ تو مالک کو کسی بات
پر اتنا غصہ نہیں آیا جتنا اس کے اس سوال سے آیاانہوں نے زمین کی طرف
دیکھا اور ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے کریدنے لگے، یہاں تک کہ ان
پسینے چھا گیا، پھر سر اٹھایا، لکڑی پھینک دی اور فرمایا: اس کی کیفیت سمجھ
سے بالا ہے، اس کا استوا مجہول نہیں ہے، اس پر ایمان لانا واجب ہے، اور اس
کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے، اور تمہیں صاحب بدعت سمجھتا ہوں، اس کے
متعلق حکم دیا اور وہ نکال دیا گیا"

(حلیہ (325/2) اسے لالکائی نے شرح اصول اعتقاد اہل السنہ و الجماعہ (
249/1) میں ابو محمد یحیی بن خلف عن مالک کے طریق سے روایت کیا ہے اور
قاضی عیاض نے ترتیب المدارک (44/2) میں ذکر کیا ہے۔)

ابو دواؤد نے عبداللہ بن نافع سے روایت کی کہ مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ

" اللہ آسمان میں ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہے۔"

(اسے ابو داؤد نے مسائل الام احمد ص 263 میں روایت کیا ہے اور عبداللہ بن
احمد میں السنہ ص 11 میں، طبعہ قدیمہ میں، ابن عبدالبر نے التمہید 138/7
میں روایت کیا ہے۔)

متاخرین احناف اللہ کی آسمان کی طرف جہت کوگمراہی سمجھتے ہیں توکیایہ
تمام ائمہ اہلسنت جواللہ کوآسمان کی طرف جہت اورعرش پراسی کہ شان کے
لائق سمجھتے ہیں گمراہی کہ مرتکب ہیں.جبکہ درحقیقت یہ خودگمراہ ہیں
اوراہلسنت کے اجماع پرعمل نہیں کرتے.

متاخرین احناف اللہ کوآسمان پرنہیں مانتے اورکہتے ہیں کہ اللہ لامکاں ہے.اللہ
تعالی کے لیے جہت ثابت نہ کرنے کا معنی ہے کہ اللہ تعالی نہ مشرق میں ہے نہ
مغرب میں , نہ شمال میں, نہ جنوب میں , نہ اوپر اور نہ ہی نیچے ! جو کسی
بھی جہت میں نہ ہو تو یقینا وہ ہوتا ہی نہیں ہے !!! ۔ یعنی اس عقیدہ کے
مطابق اللہ تعالی ہے ہی نہیں !!! (والعیاذ باللہ ....)

اور اسی بدعقیدہ کو وہ دوسرے لفظوں میں یوں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالی آسمان میں نہیں بلکہ موجود ہرجگہ بلامکاں ہے.

مفتی محمد حسن گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں:

''خدا ہر جگہ موجود ہے۔ '' (ملفوظات فقیہ الامت، ج:2، ص:14)

حماد بن زید۔حَدَّثَنَا عَبْد اللَّهِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ وَذَكَرَ الْجَهْمِيَّةَ فَقَالَ إِنَّمَا يُحَاوِلُونَ أَنْ لَيْسَ فِي السَّمَاءِ شَيْءٌ(مسند الإمام أحمد بن حنبل(ج۴۵/ص۵۶۷):صحیح)

”سلیمان ہ فرماتے ہیں حماد بن زیدہ(محدث و فقیہ)نے ایک مرتبہ فرقہ جھمیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ آپس میں یہ باتیں کرتے ہیں کہ آسمان میں کچھ نہیں ہے."

جہمیہ کے اس عقیدہ کوبعد میں معتزلہ نے اورشدت سے اپنایا.اورانھوں نےاسی بنیادپراللہ کے کلام اورصفت قرآن کابھی انکارکردیا'ان کے نزدیک توحید تنزیہ ہے.

تنزیہ کامطلب ہے کہ اللہ رب العزت کی ذات کو صفات ، تجسیم،جہت وعدمِ جہت سے ماوراجانا جائے ۔

حافظ ابن الجوزی فرماتے ہیں: "کہ(جہمیہ کے فرقے)معتزلہ نے باری تعالی کو ہر جگہ(موجود) قرار دیا ہے."(تلبیس ابلیس ص:۳۸)

متاخرین احناف اللہ تعالی کوآسمان پرعرش پرماننے کوگمراہی کہتے ہیں اورکہتے ہیں کہ اس سے اللہ کاجسم'جہت اورمکان محدود ثابت ہوتاہے.

جبکہ ائمہ اہلسنت نے اس بات کارد کیاہے کہ اللہ کوآسمان پرماننے سے کوئی اللہ کامخلوق جیساجسم یاحدمکان بنتی ہے.

امام احمدبن حنبل اس ضمن میں فرماتے ہیں:

" ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ عرش(اورآسمان) پر ہے جیسے اس نے چاہا اور جس طرح چاہا، بغیر کسی حد (اورتشبیہ وتجسیم کے) اور بغیر ایسی صفت کے جہاں کوئی بیان کرنے والا پہنچ سکتا ہے یا کوئی حدمقرر کرنے والا حد مقرر کر سکتا ہے، پس اللہ عزوجل کی صفات اسی سے ہیں اور اسی کے لیے ہیں، اور وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے ، اس کو نگاہیں نہیں پا سکتیں."(کتاب درءابن تیمیہ 'الرد علی الجہمیہ:۱۰۴)

متاخرین احناف اللہ کی جہت فوق اورآسمان کی طرف ماننے کوگمراہی کہتے ہیں.جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کومومن قراردیتے ہیں.

صحیح مسلم میں معاویہ بن الحکم السلمی کی وہ روایت جس میں انہوں نے رسول اللہ سے اپنی لونڈی کو آزاد کرنے کا پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے میرے پاس لاؤ۔ آپ ﷺ نے اس لونڈی سے پوچھا کہ "اللہ کہاں ہے؟" تو اس نے کہا کہ آسمان پر۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ "مین کون ہوں" تو اس نے کہا کہ اللہ کے رسول۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا۔ اسے آزاد کر دو۔ بے شک یہ مومنہ ہے۔(صحیح مسلم)

شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں:

’’اور یوں کہنا جائز نہیں کہ وہ (اللہ تعالی)ہر مکان میں ہیں بلکہ یوں کہنا چاهئے کہ آسمان میں عرش پر ہے. ‘‘(غنیہ الطالبین:۱/۱۰۰)

شیخ ابن باز فرماتے ہیں:

’’ان میں (محدثین و آئمہ عظام)میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالی آسمان میں نہیں هے یا یہ کہ وہ عرش پر نہیں ہے اور نہ کسی نے یہ کہا کہ وہ اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے اور اس کی نسبت سے تمام جگہیں برابر ہیں‘‘

(مقالات وفتاوی،ص:۱۳۲)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بہت سے پیروکار عقائد میں اشعری اور ماتریدی مذہب سے تعلق رکھتے تھے ، جسکی وجہ سے حنفی مذہب میں سلف صالحین کے عقیدے کی مخالفت آگئی ، بلکہ خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا عقیدہ انکے مخالف ہے، اسی لئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جانب منسوب بہت سی باتیں ثابت نہیں ہوتیں، بلکہ یہ انکے ماننے والوں کی بات ہوتی ہے جو اپنے تیئں انکے مذہب کی جانب نسبت رکھتے ہیں۔

امام ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"واضح ہے کہ یہ مخالفات ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت نہیں ہیں، بلکہ یہ انکے شاگردوں کی جانب سے ہے، کیونکہ ان میں اکثر قابل اعتبار درجے سے گری ہوئی ہیں جنہیں ابو حنیفہ رحمہ اللہ نہیں پسند کرتے" (شرح عقیدہ طحاویہ 'ص: ۲۲۶)

شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

"امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے لکھا جانے والا رسالہ ہو سکتا ہے اسکا کچھ حصہ انہوں نے خود لکھوایا ہو، اور پھر اسے انکے کسی شاگرد نے لے لیا ہو، جسکا نام 'الفقہ الاکبر'ہے اس رسالے میں سےکچھ عبارتیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ حمویہ میں نقل کر چکے ہیں، ایسے ہی ابن ابی العز طحاویہ کی شرح میں، لیکن لگتا ہے کہ صحیح عقیدے سے منحرف کچھ متاخرین کی جانب سے اس میں تبدیلی کی گئی ہے، اور بہت سی تاویلیں اس میں شامل کردی گئیں، کچھ نے اسکی شرح اشعری مذہب کے مطابق بھی کی ہے، اور کچھ نے منکرینِ صفات کے مذہب پر اسکی شرح کرتے ہوئے سلف کے عقیدے کا انکار کردیا،اس میں کوئی شک نہیں کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ایسے اساتذہ سے علم حاصل کیا جو تاویل ، تحریف ِ صفات وغیرہ کے قائل تھے. "(فتاوی الشیخ ابن جبرین:63/14)

ہمیں دیوبندکے اسماءصفات میں عقیدے کی تحقیق کے بعد علماءدیوبندمیں سے مولاناادریس کاندھلوی صاحب کے متعلق معلوم ہواکہ انہوں نے اسماءوصفات میں اشاعرہ وماتریدیااورجہمیہ ومعتزلہ کی بجائے اہلسنت کاعقیدہ اپنایاہے.

مولاناادریس کاندھلوی صاحب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اس قول:

کہ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں:

’’اور اس کے لیے ہاتھ منہ اور نفس ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے لیکن ان کی کیفیت معلوم نہیں ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ید سے قدرت اور نعمت مراد ہے کیونکہ ایسا کہنے سے اس کی صفت کا ابطال لازم آتا ہے اور یہ منکرین تقدیر اور معتزلہ کا مذہب ہے، بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ ہاتھ اس کی مجہول الکیفیتۃ صفت ہے۔‘‘)(البیان الازہرترجمہ الفقہ الاکبر :ص ۳۲)

مولاناادریس کاندھلوی صاحب امام ابوحنیفہ کی فقہ اکبرکے اس قول کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"قرآن کریم میں اللّٰہ تعالٰی نے وجہ'ید'نفس اورعین کاذکرکیاہے وہ سب اللّٰہ کی صفات ہیں.یہ نہ کہناچاہیے کہ ید سے اللّٰہ کی نعمت یاقدرت مرادہے'اس لیے کہ اس طورسے اللّٰہ کی صفات باطل کرنالازم آتاہے اوریہ قول معتزلہ کاہے بلکہ یہ کہناچاہیے کہ یداللّٰہ تعالٰی کی ایک صفت جوکم وکیف سے پاک ومنزہ ہے."(عقائداسلام:۷۸)

اوردیوبندکے مفتی شفیع صاحب نے اللہ کے عرش کی صفت کوتوماناہے لیکن اللہ کی دیگرصفات یداورعین وغیرہ میں اشاعرہ وماتردیا کی پیروی کی ہے.

مفتی شفیع صاحب اپنی تفسیر معارف القرآن میں الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى کے تحت بیان کرتے ہیں:

"استواء علی العرش کے متعلق صحیح بے غبار وہ ہی بات ہے جو جمہور سلف صالحین سے منقول ہے کہ اس کی حقیقت وکیفیت کسی کو معلوم نہیں متشابہات میں سے ہے، عقیدہ اتنا رکھنا ہے کہ استواء علی العرش حق ہے اس کی کیفیت اللہ جل شانہ کی شان کے مطابق ہوگی جس کا ادراک دنیا میں کسی کو نہیں ہوسکتا" (معارف القرآن:۶/۶۵)

باب: سوم

دیوبندمیں وحدت الوجودوحلول کے عقائد کے حامل غالی صوفیاء(اتحادیہ ووجودیہ) کےعقائد

وحدت الوجودوحلول کے صوفیانہ عقائد صحابہ کرام وائمہ اہلسنت وسلف کے ادوارمیں نہیں پائے گئے.ان ادوارمیں تقویٰ وعبادات گزارشخص کوعابدوزاہدکہاجاتاتھا.لیکن تیسری صدی ہجری میں عابدوں کے ایک گروہ منصورحلاج وغیرہ نے فلسفہ سے متاثرہوکروحدت الوجوداورحلول کےکفریہ عقائداختیارکیے.ان تمام عقائدکوابن عربی نے اپنی کتاب فصوص الحکم میں منظبط کرکے پیش کیا.

وحدت الوجود کا مطلب یہ ھے کہ کہ تمام موجودات کوحقیقت میں اللہ تعالی کا وجود خیال کرنا اور وجود ماسوی کو محض اعتباری سمجھنا.

وحدۃ الوجوداورحلول کے عقائد سے ہی شیطان نے یہودیت عیسائت اورتمام باطل مزاہب میں شرک کورائج کیاہے.اورامت محمدیہ میں اس نے اس کورائج ان گمراہ صوفیوں کے ذریعہ کیاہے.

منصورحلاج اس کااظہارکرتے ہوئے کہتاہے:

"مقام مقربین تک پہنچنے کے بعد اس(انسان)میں بشریت کا شائبہ تک نہیں رہتاتووہ اللّٰہ پاک میں تحلیل ہوجاتاہے."(التاریخ التصوف اسلام:۲۴۲)

حلاج کے درج ذیل اشعارکاترجمہ ملاحظہ کریں:

"پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے ناسوت(یعنی حسین بن منصور حلاج)کواپنے لاہوت ثاقب کی چمک کارازبناکرظاہرکیا،پھروہ اپنی مخلوق میں ایک کھانے اورپینے والے کی صورت میں ظاہرہوا."(تاریخ بغداد'للخطیب بغدادی:۸-۱۲۹)

منصورحلاج کو یہ بھی خوب معلوم تھاکہ اس کایہ عقیدہ مسلمانوں کے متفقہ عقیدہ کے سراسرخلاف ہے.اس سلسلہ میں اس کے اپنے اشعارملاحظہ کریں.

"الٰہ کے بارے میں لوگوں کے بہت سے عقیدے ہیں اورمیں ان سب عقیدوں پرعقیدہ رکھتاہوں.میں اللہ کے دین سے کفرکرتاہوں اوریہ کفرمیرے لیے واجب ہے اورجب کہ تمام مسلمانوں کے نزدیک براہے."(شریعت وطریقت)

ابن عربی نے حلاج کاایک خط نقل کیاہے جس کواس نے اپنے ایک شاگردکے نام لکھاہے.جواس طرح شروع ہوتاہے.

"اے میرے لڑکے!تجھ پرسلامتی ہوخداتجھ سے ظاہری شریعت کوچھپائے اورتجھ پرکفرکی حقیقت کھولے کیونکہ شریعت کاظاہرشرکۂ خفی ہے اورکفرکی حقیقت معرفت جلیہ ہے امابعد..."(رسائل ابن عربی'مطبوعہ حیدرآبادجزاول'رسالہ امام رازی ص:۱۳)

حسین بن منصورحلاج نے اپنے متعلق دین سے ارتدادوکفرکافتویٰ توخودہی لگادیا.حلاج کے دورمیں اوربہت سے صوفیاء حلول کاعقیدہ رکھتے تھے مگراسے چھپائے رکھتے.اس عقیدہ کوشہرت دوام حلاج سے ہی ہوئی اس کادعوی یہ تھاکہ خدااس میں حلول کرگیاہے اس وجہ سے وہ اناالحق کانعرہ لگایاکرتا.سمجھانے کے باوجودجب وہ اس پرمصررہاتوخلیفہ المقتدر(۳۰۹ ہجری) کے زمانے میں اس کامعاملہ علماءاورقاضیوں کے سامنے پیش ہوا.توعلماءنے اس پرحدقتل کافیصلہ

کرنے سے یہ کہہ کرانکارکردیاکہ ثبوت کافی نہیں.پھرحامدبن عباس نے علماءکے سامنے اس کی ایک کتاب پیش کی جس میں لکھاتھاکہ اگرکوئی شخص حج نہ کرسکے توایک صاف ستھری کوٹھری کولیپ پوت کرحج کے ارکان اس کے سامنے اداکرے.تواس کوحج کاثواب مل جائے گا.حامد بن عباس نے جب یہ فقرے قاضی القضاءکوسنائے تواس نے حلاج سے پوچھااس کاماخذکیاہے.حلاج نے حسن بصری کی کتاب 'الاخلاص کتاب السنہ' کاحوالہ دیا.حلاج کی یہ واضح کذب بیانی سن کر قاضی القضاۃ غضب ناک ہوگیا.اورحلاج کے قتل پردستخط کردیے.

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حلاج فنامیں ڈوب گیااورباطنی حقیقت سے معذورتھا'مگرظاہری طورپراس کاقتل واجب تھااورکچھ دوسرے(صوفیاء) اسے شہید'فنافی اللہ'موحداورمحقق کہتے ہیں.یہ لوگ شریعت کی پرواہ نہیں کرتے...پھرآگے لکھتے ہیں؛ حلاج اپنے کفرکی وجہ سے قتل کیاگیا'وہ قرآن کامعارضہ کرتاتھا.اس کایہ بھی خیال تھاکہ اگرکسی کاحج فوت ہوجائے تواپنے ہاں کعبہ بناکراس کاطواف کرسکتاہے."(مجموعہ الرسائل الکبریٰ:۲-۹۷ '۹۹)

منصورحلاج کے عقیدہ وحدت الوجودکوبعدازں ابن عربی نے منظبط کرکے پیش کیا.

محی الدین ابن عربی اپنی کتاب "فصوص الحکم"میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتاہے:

"وجودحقیقی دراصل ایک ہے اوراس کے سواجووجودبھی نظرآتاہے وہ باعتبارظاہرجداگانہ وجودمعلوم ہوتاہے لیکن باعتبارباطن وجودحقیقی ہی کی ایک نمودہے'اس کے بالمقابل کیاہے کچھ نہیں'جوہے وہ اسی وجود کی ایک صورت اوراس کاتعین ہے."(فصوص الحکم:۴۸)

نیزلکھتاہے:

(وجودایک ہی حقیقت ہے'اس لیے ذات باری کے سواکچھ باقی نہ رہا'چنانچہ کوئی ملاہواہے نہ کوئی جداہے'یہاں ایک ہی ذات ہے جوعین وجودہے."(فصوص الحکم:۱۳۰)

ابن عربی نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ کے پہلے صفحہ پرلکھاہے:

"رب بندہ ہے اوربندہ رب ہے میں نہیں جانتاکہ ان میں احکام شریعہ کامکلف کون ہے اگرمیں یہ کہوں کہ بندہ ہے تووہ خودہی حق تعالٰی ہے اوراگرکہوں رب ہے تووہ کیسے مکلف ہوسکتاہے."(فتوحات مکیہ:۱)

ابن عربی سورہ الفاتحہ کی تفسیرمیں لکھتاہے:

"الحمدللہ پس اللہ تعالٰی ہی کے لیے مطلقا حمدوثناہے'اورتفصیل میں جائیں تووہ حامد(حمدکرنے والا)اوروہی محمود(جس کی حمدکی جائے)اورابتداءوانتہاکے اعتبارسے وہی عابد(عبادت گزار)اورمعبود(جس کی عبادت کی جائے)ہے."(تفسیرالشیخ الاکبر:۳)

اتحادوحلول کے عقیدے کے حامل کچھ دوسرے صوفیاء کے اقوال ملاحظہ کریں.

ذالنون مصری نے کہا:

"اللہ تعالٰی سے محبت کرتے ہوئے انسان پرایساوقت بھی آتاہے جب وہ اس سے متحدہوجاتاہے."(التاریخ التصوف الاسلام:۲۱۲)

بایزیدبسطامی کاکہناہے:

"میں نے بہت سے مقامات کامشاہدہ کیالیکن جب غور سے دیکھاتوخود کواللہ کے مقام پرپایا."(تذکرہ الاولیاء:۸۳)

نیزکہا:

"جب میں واصل حق ہواتوخانہ کعبہ میراطواف کرنے لگا...جب میں سانپ کی کینچلی کی طرح بایزیدیت سے باہرنکلا تو دیکھاکہ عاشق ومعشوق دونوں ایک ہیں."(تذکرہ الاولیاء:۱۰۲)

ابوبکرشبلی نے کہا:

"قم باذنی اورقم باذن اللہ'میرے حکم سے اٹھ اوراللہ کے حکم سے اٹھ باعتبارمفہوم ایک ہوگئے."(تزکرہ الاولیاء:۳۲۰)

وفات کے وقت جب انھیں لااله الااللہ کاوردکرنے کی ترغیب دی گئی توکہنے لگے"جب غیراللہ کاوجودہی نہیں تونفی کس کی کروں."(تذکرہ الاولیاء:۳۲۲)

حسین بن منصورحلاج نے کہا:

"میرے اورتیرے درمیان صرف ایک'میں'ہے جومیرے لیے باعث عذاب ہے'مجھ پررحم کراوراس'میں'کودرمیان سے اٹھالے'میں وہ ہوں جس سے میں محبت کرتاہوں."(لیگسی آف اسلام:۳۱۸)

علماء اہلسنت اتحادوحلول کاعقیدہ رکھنے والے صوفیاءکے کفروارتدادکی تصریح کرتے ہیں.

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

“والناس مختلفون فیہ، وأکثرھم علی أنہ زندیق ضال” لوگوں کا اس (حسین بن منصور الحلاج) کے بارے میں اختلاف ہے، اکثریت کے نزدیک و ہ زندیق گمراہ ہے. " (لسان المیزان ج ۲ ص ۳۱۴ والنسخہ المحققہ ۵۸۲/۲)

نیزحافظ ابن حجرالعسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے اپنے استازامام شیخ الاسلام سراج الدین البلقینی رحمہ اللہ سے ابن عربی کے بارے میں پوچھاتوانہوں نے فوراًجواب دیاکہ وہ کافرہے.(لسان المیزان:۶-۳۱۹)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اس (حسین بن منصور) کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے “القاطع المحال اللجاج القاطع بمحال الحلاج“(المنتظم ۲۰۴/۱۳)

ابن جوزی فرماتے ہیں : “أنہ کان مُمَخْرِقاً” بے شک وہ جھوٹا باطل پرست تھا۔" (ایضاً ۲۰۶/۱۳)

قاضی تقی الدین سبکی الشافعی رحمہ اللہ نے شرح المنہاج کے باب الوحی میں ابن عربی اورمتاخرین صوفیاءکوگمراہ'جاہل اوراسلام سے خارج قراردیاہے.(تنبیہ الغبی:۱۴۳)

حافظ ابن کثیردمشقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ابن عربی کی کتاب جس کانام فصوص الحکم ہے اس میں بہت سی چیزیں جن کاظاہر کفرصریح ہے."(البدایہ والنہایہ:۱۳-۱۶۷)

شمس الدین محمدالغیزری الشافعی رحمہ اللہ نے ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم کے بارے میں فرمایا:

"علماءنے کہاہے کہ اس کتاب میں سارے کاساراکفرہے کیونکہ یہ الحادکے عقیدہ پرمشتمل ہے."(تنبیہ الغبی:۱۵۲)

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ابن عربی نے وحدت الوجودوالوں کے تصوف کے بارے میں بہت کچھ لکھاہے اوراس کی تصانیف میں سے سب سے گٹھیاتصنیف الفصوص ہے اگراس میں کفرنہیں تودنیامیں کہیں کفرہے ہی نہیں."(سیراعلام النبلاء:۲۳-۴۸)

ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"پھراس بات کواچھی طرح جان لوکہ جس کسی نے ابن عربی کے عقیدے کے
درست ہونے کاعقیدہ رکھاتوایساآدمی بغیرکسی اختلاف کے بالااجماع
کافرہے.اختلاف اورکلام صرف اسی وقت ہے جب وہ اپنے کلام کی ایسی تاویل
کرتاہوجواس کے مقصد کے اچھاہونے کاتقاضہ کرتی ہو."(اہلسنت کامنہج تعامل)

نیزملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ نے وحدۃ الوجودکے ردمیں ایک کتاب
تحریرفرمائی ہے جس کانام'الردعلی القائلین بوحدۃ الوجود'ہے.اس میں لکھتے
ہیں:

"پھراگرتم سچے مسلمان اورپکے مومن ہوتوابن عربی کی جماعت کے کفرمیں
شک نہ کرواوراس گمراہ قوم اوربے وقوف گروہ کی گمراہی میں توقف نہ
کرو'پھراگرتم پوچھو:کیاانھیں سلام کہنے میں ابتداکی جاسکتی ہے؟میں
کہتاہوں:نہیں اورنہ ان کے سلام کاجواب دیاجائے بلکہ انہیں وعلیکم کالفظ بھی
نہیں کہناچاہیے کیونکہ یہ یہودیوں اورنصرانیوں سے زیادہ برے ہیں اوران کاحکم
مرتدین کاحکم ہے...ان لوگوں کی لکھی ہوئی کتابوں کوجلاناواجب ہے
اورہرآدمی کوچاہیے کہ ان کی فرقہ پرستی اورنفاق کولوگوں کے سامنے بیان
کرے کیونکہ علماء کاسکوت اوربعض راویوں کااختلاف اس فتنے اورتمام مصیبت
کاسبب بناہے."(الردعلی القائلین بوحدۃ الوجود:۱۵۵-۱۵۶)

یہ بات یادرہے کہ وحدت الوجود کی اصطلاح کی صوفیاءمیں دوتعبیریں ہیں.ایک
شرکیہ جس کاتذکرہ ہم نے اوپرکیاہے. اوردوسری تعبیر غیرشرکیہ ہے جس کاہم
آگے ذکرکریں گے.

وحدت الوجودکی تعبیر جوشرکیہ ہے اس کے مطابق حقیقت میں مخلوق کا اللّٰہ
کی ذات میں شرک اوراتحادکاعقیدہ رکھاجاتاہے.یہ غالی صوفیہ ہیں جوزندیق
اورکافرہیں.اس شرکیہ وحدت الوجودکے عقیدے کے بانی منصورحلاج اورابن عربی
ہیں.

دیوبند کے اکابرین وحدت الوجود کے شرکیہ عقیدے کے بانی ابن عربی
اورمنصورحلاج کواپناامام قراردیتے ہیں.

دیوبندکے عقیدے کی متفقہ کتاب المہند علی المفندمیں مذکورہے:

"جیساکہ ہمارے محقق علمائے کرام وسردارالعلماء مثلاً شیخ اکبرمحی الدین ابن
عربی'تقی الدین سبکی اورقطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے اس موضوع
پرجوتحقیق کی ہے."(المہندعلی المفند:۶۸)

مشہور صوفی عالم امداد اللہ مہاجر مکی کہتے ہیں:

" نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق و صحیح ہے اس مسئلہ میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے ہفقیر و مشائخ فقیر اور جن لوگوں نے فقیر سے بیعت کی ہے سب کا اعتقاد یہی ہے." (شمائم امدادیہ ص 32)

دیوبندی اکابراشرف علی تھانوی عقیدہ وحدت الوجود کے امام حسین بن منصورحلاج کوولی قراردیتے ہیں.اورآپ نے اپنے بتھیجے طفراحمدتھانوی سے 'سیرت منصورحلاج' پرکتاب بھی لکھوائی.اس کتاب میں مزکورہے:

“(منصورحلاج)لوگوں کے اسرار بیان کردیتے، ان کے دِلوں کی باتیں بتلا دیتے.اسی وجہ سے ان کو حلاج الاسرار کہنے، پھر حلاج لقب پڑگیا.”(سیرت منصور حلاج ص ۳۱)

دیوبند کے اکابر حاجی امداد اللہ مہاجرمکی وحدت الوجود کے اپنے شرکیہ تصور کویوں بیان کرتے ہیں:

’’ اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہوکرلوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اسی مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں.‘‘ (کلیات امدادیہ /ضیاء القلوب ص۳۵،۳۶)

حاجی امداداللہ مزید لکھتے ہیں:’’

اور اس کے بعد اس کو ہوہو کے ذکر میں اس قدرمنہمک ہو جانا چاہیئے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے ‘‘(کلیات امدادیہ ص:۱۸)معاذاللہ

. اور پھر اس وحدۃ الوجود کے درجہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہوکرلوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب وامکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں 'مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان' اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے ، اور 'سخر لکم ما في السماوات وما في الأرض' کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کر تا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر اس کا اثر ظاہر کرسکتا ہے چونکہ اس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور خدا کے اخلاق سے وہ مزین ہے ۔"

(کلیات امدادیہ , ص:۳۶)

سورة الذاريات کي آيت نمبر٢١ کے ترجمے میں تحریف کرتے ہوئے امداد الله نے لکھا ہے:

"خدا تم میں سے ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو"(کلیات:ص31)

مولانا رشید احمد گنگوھی دیوبندی نے الله تعالی کو مخاطب کر کے فرمایا:

"اورجومیں ہوں وہ تو ہے اور میں اورخودشرک درشرک ہے"

(مکاتیب رشیدیہ ص 10،فضائل صدقات حصہ دوم ص:556)

رشید احمد گنگوہی نے اللہ تعالی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا.

’’یا اللہ معاف فرماناکہ حضرت کے ارشاد سے تحریر ہوا ہے جھوٹا ہوں کچھ نہیں ہوں،تیرا ہی ظل ہے تیرا ہی وجود ہے،میں کیا ہوں ،کچھ نہیں ہوں اور جو میں ہوں وہ تو ہے اور میں اور تو خود شرک در شرک ہے."استغفراللہ ‘‘(مکاتیب رشیدیہ ص:۱۰،فضائل صدقات حصہ دوم ص :۵۵۶)

مولاناانورکشمیری دیوبندی نے اپنی کتاب فیض الباری شرح بخاری میں لکھاہے:

"حدیث مبارک میں ہے حضورصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ اللہ تعالٰی فرماتاہے میرابندہ فرائض کی پابندی سے جوقرب حاصل کرتاہے اس جیسااورکوئی قرب نہیں'پھرمیرابندہ نوافل کے ذریعہ میراقرب حاصل کرنے میں کوشاں رہتاہے حتٰی کہ میں اس سے محبت کرنے لگتاہوں توجب میں اسے پسند کرلیتاہوں تومیں اس کے کان بن جاتاہوں جن سے وہ سنتاہے اوراس کی آنکھیں بن جاتاہوں جن سے وہ دیکھتاہے.

علمائے ظواہرنے اس حدیث کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ بندے کے اعضاءجوارح اللہ کی رضاکے تابع ہوجاتے ہیں ان سے وہی حرکت ہوتی ہے جواللہ کوپسندہواوراس کے تمام اعضاءکی انتہاءاورغایت ذات باری تعالٰی ہوتویہ کہنادرست ہوگاکہ وہ بندہ سنتاہے توخداکیلئے'گویااللہ تعالٰی اس بندے کے کان اورآنکھیں بن گیاہے.میں کہتاہوں یہ معنٰی لیناحدیث کے الفاظ سے پھرجاناہے حدیث میں صیغہ متکلم استعمال ہواہے جواس امرپردلالت کرتاہے کہ جوبندہ نوافل سے قرب الٰہی حاصل کرچکاہو'جسم اورصورت کے بغیراس کی کوئی چیزباقی نہیں رہتی اوراس میں تصرف کرنے والارب العالمین ہی ہے یہ وہ مقام ہے جسے صوفیاءفنافی اللہ کہتے ہیں یعنی خواہشات کے دواعی سے وہ شخص نکل جاتاہے.اوراس میں صرف اللّٰہ کاتصرف رہ جاتاہے."(فیض الباری شرح بخاری بحوالہ دلائل السلوک ص: ۳۳)

نیزلکھتے ہیں:

"صوفیانے فرمایاکہ قرب فرائض میں بندہ اعضائے خداتعالٰی بنتاہے اورقرب نوافل میں خداتعالٰی اعضائے بندہ بن جاتاہے."(فیض الباری:۴-۴۲۷ بحوالہ دلائل السلوک ص۳۲)

ضامن علی جلال آبادی دیوبندی نے ایک زانیہ عورت کو کھا:

"بی بی تم شرماتی کیوں ہو ؟کرنے والا کون اور کرانے والا کون؟وہ تو وہی ہے.‘‘(تذکرہ الرشید:۲/۲۴۲)

اس ضامن علی کے بارے میں رشید اھمد گنگوہی ہی نے مسکراکر ارشاد فرمایا:’’ضامن علی جلال آبادی تو توحید(وجودی) ہی میں غرق تھے‘‘(ایضا ص: ۲۴۲)

یہ بھی یاد رہے کہ وحدت الوجودکاایک غیرشرکیہ تصور ہے اس میں مخلوق کااللہ کے ساتھ حقیقت میں اتحادمرادنہیں لیاجاتابلکہ مخلوق کواللہ کے متقابل ناقص الوجوداورصرف محاورے کی حدتک کالعدم سمجھاجاتاہے.یہ وحدت الوجوکایہ تصورکفرنہیں لیکن ان صوفیاءمیں تزکیہ کے لیے غیرمسنون اذکارواعمال اورطریقے اور دیگرکئی بدعتیں پائی جاتی ہیں.اورکچھ میں بہت کم اورکچھ میں نہ ہونے کے برابرہیں.ان صوفیاءکی مثال شیخ عبدالقادرجیلانی ہیں.

دیوبندمسلک کے کئی علماء اکابرین میں وحدت الوجودکاکفریہ تصورپایاجاتاہے جیساکہ ہم نے اوپرمزکورہ ان کے اقوال سے ثابت کیا ' جب کہ بہت سارے وہ ہیں جووحدت الوجودکاغیرشرکیہ معنی بتلاتےہیں.

علامہ انور شاہ کاشمیری(ابھی حضرت متشدد نہیں!) اپنی کتاب فیض الباری میں لکھتے ہیں:

"اس مسئلہ وحدہ الوجود میں ہمارے شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کے زمانے تک (علماء دیوبند)بڑے متشدد اور حریص تھےمیں اس کا قائل تو ہوں لیکن متشدد نہیں ہوں."(فیض الباری)

جامع الفتاویٰ میں فتاویٰ مزکورہے:

"سوال:جومسلمان عاقل وبالغ وحدہ الوجودکاعقیدہ رکھے'اوریہ کہے کہ"سب وہی اللّٰہ تعالٰی ہے"تواس کلام سے وہ مسلمان کافرہوجائے گایانہیں؟

جواب: وحدۃ الوجودکاظاہرمعنی خلاف شرع ہے'جوشخص اس کاقائل ہو'اگراس
کااعتقادہوکہ حق تعالٰی نے تمام چیزوں میں حلول فرمایاہے'یااس شخص کاعقیدہ
ہوکہ تمام اشیاء اس ذات مقدس کے ساتھ متحد ہیں تواس کلام سے کفرلازم
آتاہے'اوراگراس کی مرادیہ ہے کہ تمام چیزوں میں اللہ تعالٰی کی تمام صفتوں
کاظہورہے'توایسی حالت میں اس کے کلام سے کفرلازم نہیں آتا'لیکن اس امر
سے ایسے امرکاگمان ہوتاہے'جوخلاف شرع ہے'اس واسطے یہ کلام عام مجلسوں
میں شائع کرنامناسب نہیں."(فتاویٰ عزیزی'ص ۶۷ بحوالہ جامع الفتاویٰ'جلد
اول'ص۲۷۴) ۔

دارلافتاءدارلعلوم دیوبندوحدۃ الوجودکے غیرشرکیہ تصورکےبارے میں مذکورہے:

"وحدۃ الوجودصوفیہ کی اصطلاح ہے جس کاحاصل یہ ہے کہ اللہ تعالٰی
کاوجودکامل ہے اوراس کے بالمقابل تمام ممکنات کووجود اتناناقص ہے کہ کالعدم
ہے.عام محاورہ میں کامل کے مقابلہ میں ناقص کومعدوم سے تعبیرکیاجاتاہے
جیسے کسی بڑے میں غیرتعلیم یافتہ کویاکسی مشہورپہلوان کے مقابلہ میں
معمولی شخص کوکہاجاتاہے کہ یہ تواس کے سامنے کچھ بھی نہیں'حالانکہ اس
کی ذات اورصفات موجودہیں'مگرکامل کے مقابل میں انہیں معدوم
قراردیاجاتاہے'اسی طرح اللہ تعالٰی کے وجودکامل کے مقابلہ میں تمام مخلوق کے
وجودکوحضرات صوفیہ معدوم قراردیتے ہیں." (فتاویٰ دارلعلوم دیوبند)

مفتی نظام الدین شامزئی دیوبندی وحدت الوجودکے شرکیہ تصورکے بارے میں
فرماتے ہیں:

"لیکن جولوگ(صوفیاء) ابن عربی وغیرہ کے راستے پر ہیں جوکہ وحدت الوجود
کا(شرکیہ)عقیدہ رکھتاتھاتویہ تصوف باطل ہے."(المیزان الحرکہ)

باب: چہارم

متاخرین احناف و دیوبندکہ اللہ کی خالص اطاعت کہ منافی عقائد

اللہ اوراس کہ رسول کی خالص اطاعت کرنااورآپ کہ کسی قول اورحدیث پرکسی اورکوترجیح نہ دینایہ توحیدالوہیت وعبادت میں سہ ہہ.اوریہ اہلسنت کااجماعی عقیدہ ہہ:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتہ ہیں:

"اہلسنت کہ ہاں ماسوائہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شخص معصوم نہیں ہہ.چنانچہ ان کہ ہاں ائمہ معصوم نہیں ہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ سواہرکسی کی بات لی بھی جاسکتی ہہاورردبھی کی جاسکتی ہہ.وہ اماموں کی بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کہ تابع رکھتہ ہیں نہ کہ اس پرمقدم سمجھتہ ہیں.اہل حق اوراہلسنت کاپیشوا (امام)رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ سواکوئی شخص نہیں ہہ.لہذاایک اللہ کہ رسول ہی ہیں کہ جوکچھ انہوں نہ بتایااس کی تصدیق اورجوحکم فرمایاہہ اس کی اطاعت وتعمیل فرض ہہ.یہ مقام آپ کہ علاوہ کسی امام کوحاصل نہیں ہہ."(مجموع الفتاوی:۳ہ۳٤٦)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتہ ہیں:

"بیشک میں بشرہوں غلطی بھی کرسکتاہوں اوردرست بات بھی کہہ سکتاہوں لہذاتم میری آراءپرتحقیقی نظرڈال لیاکرو'جو بات بھی کتاب وسنت کہ موافق ہو اسہ لہ لواورجوکتاب وسنت کہ مخالف ہواسہ چھوڑ دو."(القول المفیدللشوکانی: ۲۳۵)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتہ ہیں:

"اس چیزپرتمام مسلمانوں کااجماع ہہ کہ جس شخص کہ سامنہ رسول کی سنت ظاہرہوجائہ تواس کیلئہ یہ جائزنہیں کہ وہ سنت رسول کوکسی شخص کہ اقوال کہ پیش نظرترک کردہ."(صفہ صلاہ النبی للالبانی)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتہ ہیں:

"جوشخص میری دلیل سہ واقف نہیں اس کیلئہ لائق نہیں کہ میرہ کلام کہ مطابق فتوی دہ.جب میراقول قرآن کہ خلاف ہوتواسہ چھوڑ دو.لوگوں نہ

پوچھاجب آپ کاقول حدیث کے خلاف ہو؟فرمایااس وقت بھی چھوڑ دو.پھر پوچھاگیاجب صحابہ کے خلاف ہوتوکہاتب بھی چھوڑ دو'جب دیکھو کہ ہمارےاقول قرآن وحدیث کے خلاف ہیں توقرآن وحدیث پرعمل کرواور ہمارے اقوال کودیوارپردے مارو'صحیح حدیث ہی میرامذہب ہے."(میزان للشعرانی'عقدالجید: ۵۳)

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

"جب صحیح حدیث ملے اوروہ حدیث ہمارے مذہب کے خلاف ہوپھرحدیث پرہی عمل کیاجائے گااورامام ابوحنیفہ کاوہی مذہب ہوگااوراس سے کوئی حنفیت سے نہیں نکلے گاکیونکہ امام صاحب کافرمان ہے کہ جب حدیث صحیح ہوتووہی میرامذہب ہے."(شرح عقودرسم المفتی لابن عابدین:۱۹)

بقول صاحب شرح مسلم الثبوت :

شَدَّدَ بَعْضُ الْمُتَکَلِّمِینَ، قَالُوا: ’’اَلْحَنَفِیُّ إِذَا تَرَکَ مَذْہَبَ إِمَامٍ یُعَزَّرُ‘‘، وَالْحَقُّ أَنَّہُ تَعَصُّبٌ،لاَ دَلِیلَ عَلَیہِ، وَإِنمَا ہُوَ تَشْرِیعٌ مِنْ عِنْدِ نَفْسٍ قَالَ فِی التَّیْسِیْرِ شَرْحُ التَّحْرِیرِ: ’’وَالأَصَحُّ، إِذْ لاَ وَاجِبَ إِلاَّ مَا أَوْجَبَہُ اللّٰہُ وَبِالْجُمْلَۃِ لَا یَجِبُ تَقْلِیدُ مَذْہَبٍ مُعَیَّنٍ، بَلْ جَازَ الاِنْتِقَالُ ۔ لَکِنْ لَابُدَّ أَنْ لاَ یَکُونَ ذَلِکَ قَصْدَ التِّلَہِّی وَتَوہِینِ کِبارِ الْمُجْتَہِدِینَ‘‘

کچھ متکلمین اہل علم نے شدت سے کام لیا اور کہہ دیا : ’’حنفی اگر اپنے امام کے مذہب کو ترک کر دے تواسے تعزیر (کوئی سزا) دی جائے‘‘ سچ پوچھیں تو یہ متعصبانہ بات ہے جس کی کوئی دلیل نہیں، بلکہ اپنی طرف سے شریعت سازی ہے۔ ’’التیسیر‘‘ میں ہے : ’’بالکل یہ تعصب ہے کیونکہ واجب وہی ہے جسے اللہ نے واجب قرار دیا، بہرحال کسی مذہب معین کی تقلید واجب نہیں، بلکہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف مسئلے کی تلاش میں جانا جائز ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایسا کرنامحض خواہش نفس کی بنیاد پر نہ ہو اور نہ ہی مجتہدین کرام کی توہین مقصودہو۔ (شرح مسلم الثبوت'التیسر)

جبکہ دیگرعلماءاحناف سلف کے اس عقیدے سے کس قدرگمراہ ہیں'ملاحظہ کریں.

امام کرخی حنفی بیان کرتے ہیں:

"ہروہ آیت جوہمارے ائمہ کے قول کے خلاف ہواس آیت کو منسوخ سمجھاجائے گایااسے مرجوع قراردیں گے اوربہتر یہ ہے کہ اس آیت کی ایسی تاویل کی جائے کہ وہ ہمارے ائمہ کے قول کے مطابق ہوجائے."(اصول کرخی:۱۲)

ابن نجیم الحنفی شاتم رسول کی سزاکے بارے میں لکھتے ہیں:

"شاتم رسول میں مومن کانفس قول مخالف(امام شافعی)کی طرف مائل ہوتاہے(کہ کافرشاتم رسول کاذمہ ٹوٹ جاتاہے)لیکن ہم پراپنے مذہب کی اتباع ضروری ہے."(البحرالرائق:۵-۱۲۵)

شیخ الہند محمودالحسن دیوبندی کہتے ہیں:

"قول مجتہد بھی قول رسول اللہ ہی شمار ہوتا ہے."(تقاریرشیخ الہند: ۷٤طبع ادارہ اشرفیہ)

نیزشیخ الہندمحمود الحسن خیارمجلس(البیعان بالخیارمالم یتفرقا)کے مسئلے میں لکھتے ہیں:

"حق اورانصاف یہ ہے کہ اس مسئلے میں امام شافعی کوترجیح حاصل ہے مگرہم ابوحنیفہ کے مقلدہیں ہم پران کی تقلیدواجب ہے."(تقریرترمزی:۳۹)

البتہ کچھ دیوبندعلماء اس مسئلے میں معتدل ہیں.

مفتی تقی عثمانی فرماتے ہیں:

"ایک متجرعالم اگرمجتہدکے کسی قول کوکسی صحیح اورصریح حدیث کے خلاف پائے'اوراس کاکوئی معارض موجودنہ ہوتواس کے لئے مجتہدکے قول کوچھوڑکرحدیث پرعمل کرناضروری ہے.(تقلیدکی شرعی حیثیت'ص:۱۲۱)

مولانااشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

"اکثر مقلدعوام بلکہ خواص اس قدرجامدہوتے ہیں کہ اگرقول مجتہد کے خلاف کوئی آیت یاحدیث بھی کان میں پڑتی ہے توان کے قلب میں انشراح وانبساط نہیں رہتا بلکہ اول استنکار قلب پیداہوتاہے'پھرتاویل کی فکرہوتی ہے خواہ کتنی ہی بعید کیوں نہ ہو'خواہ دوسری دلیل قوی اس کے معارض ہوبلکہ مجتہدکی دلیل اس مسئلے میں بجزقیاس کے کچھ بھی نہ ہوبلکہ خوددل میں اس تاویل کی وقعت نہ ہو مگرنصرت مذہب کیلئے تاویل ضروری سمجھتے ہیں'دل نہیں مانتاکہ قول مجتہد کوچھوڑ کرحدیث صحیح صریح پرعمل کریں."(تزکرہ الرشید:۱۳۰)

اس طرح اہلسنت کے عقائدمیں یہ بھی شامل ہے کہ وہ رسول اللہ کی اطاعت کے علاوہ کسی کے ہرقول کی تقلیدواطاعت کوہرحالت میں واجب قرارنہیں دیتے.لیکن اس کے برعکس دیوبندکے اکابرکاعقیدہ ملاحظہ کریں.

المہندعلی المفندمیں مزکورہے:

"اس زمانے میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول وفروع میں امام المسلمین حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد ہیں ۔"

(المہند علی المفند: ص37)

جبکہ اہلسنت احناف کے کئی فاضل علماءاس عقیدے کی سخت مذمت کرتے ہیں.

ملا معین حنفی نقل کرتے ہیں کہ امام ابن عزحنفی رحمہ اللہ نے ہدایہ کے حاشیہ پرفرمایا:

"جو شخص رسول اللہ کے سوا کسی اور خاص ایک شخص کے مذہب پر اڑا رہے اور یہ سمجھے کہ اسی کی(ہر) بات صحیح اور واجب الاتباع ہے پس وہ گمراہ اور جاہل ہے بلکہ کافر ہی ہوجاتا ہے ۔ اس سے توبہ کروائی جائے پس اگر توبہ کرلے تو بہتر ہے ورنہ اسے قتل کردیا جائے کیونکہ اس نے اس بات کا اعتقاد کیا کہ لوگوں پر ایک خاص شخص کی متابعت واجب ہے تو اسے بمنزلہ نبی ہی ٹھہرایا اور یہ کفر ہے."(دراسات اللبیب لاہور: ۱۲۵)

کمال بن ہمام حنفی(صاحب ہدایہ وشارح فتح القدیر) فقہ کے اصولوں کے موضوع پر اپنی تالیف التحریر میں رقمطراز ہیں:

’’کسی معین مذہب کی پابندی لازم نہیں ہے یہی قول صحیح ہے کیوں کہ اس کے لازم ہونے کی کوئی وجہ نہیں ۔واجب صرف وہی چیز ہوتی ہے جسے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم واجب کریں اور معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں سے کسی پر ائمہ میں سے کسی امام کا مذہب اس طرح اختیار کرنا واجب نہیں کیا کہ دوسرے ائمہ کو چھوڑ کر دین کے ہر معاملہ میں بس اسی کی تقلید کرے ۔خیرون القرون کا پورا دور گزرگیا اور اس دور میں کوئی بھی یہ نہیں کہتا تھاکہ ایک معین مذہب اختیار کرنا ضروری ہے۔"(التحریرازابن ہمام)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اوراگر کوئی شخص امام ابوحنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد رحمہم اللہ کا متبع ہو اوربعض مسائل میں دیکھے کہ دوسرے کا مذہب زیادہ قوی ہے اوراس کی اتباع کرلے تو اس کا یہ کام بہتر ہوگا اوراس سے اس کے دین یا عدالت میں بالاتفاق کوئی عیب نہیں لگے گا، بلکہ یہ شخص زیادہ حق پر اور اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک زیادہ محبوب ہوگا اس

شخص کی بنسبت جواللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی
معین(امام) کے لئے تعصب رکھے۔مثلا کوئی امام مالک یا امام شافعی یا امام
احمد یا امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کا متعصب ہو اور یہ سمجھے کہ اس معین
امام کا قول ہی درست ہے اوراسی کی اتباع کرنی چاہئے نہ کہ اس کے مخالف
کسی دوسرے امام کی ،تو جو شخص بھی ایسا کرے وہ جاہل اور گمراہ ہے بلکہ
بعض صورتوں میں وہ کافر ہو جاتا ہے چنانچہ جب وہ یہ اعتقادر کھے کہ لوگوں
پر ان ائمہ (اربعہ) میں سے کسی ایک معین امام ہی کی اتباع کرنی ہے
اوردوسرے کسی امام کی نہیں، تو ایسی صورت میں واجب ہوگا کہ اس شخص
سے توبہ کرائی جائے، پھر اگر توبہ کرلے توٹھیک ورنہ اسے قتل کردیا جائے گا."
(مجموع الفتاوی: ۲۲؍۲٤۹)

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہم یقینی طورپریہ جانتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنهم کے زمانہ میں ایک
شخص بھی ایسانہ تھاجس نے کسی ایک فردکواس کے تمام اقوال میں تقلیدکے
لیے چن لیاہو'اوراس کے سواکسی دوسرے کی ایک بات بھی نہ مانتاہواورہم یہ
بھی یقینی طورپرجانتے ہیں کہ ایساتابعین کرام توکیاتبع تابعین کے زمانہ میں بھی
نہ ہواتھا'مقلدہمارے بیان کوجھوٹاثابت کرنے کے لئے کسی ایک شخص کانام تولیں
جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے مطابق فضیلت پانے
والے زمانوں میں وہ مکروہ راستہ اختیارکیاہوجس پرمقلدین گامزن ہیں' حقیقت
یہی ہے کہ بدعت تقلید چوتھی صدی میں ظہورپذیر ہوئی جسے رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی مذموم قراردیاتھا."(اعلام الموقعین:۲۰۸/۲)

ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"حافظ ابن تیمیہ اورحافظ ابن قیم دونوں اہلسنت والجماعت کے اکابرمیں اوراس
امت کے اولیاء میں تھے."(جمع الوسائل:۱-۲۰۸)

اس ساری بحث سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہمارے نزدیک تمام
احناف'شافعی'مالکی'حنبلی مشرک ہیں.بلکہ ہمارے نزدیک یہ سب
مطلقاًاہلسنت میں شامل ہیں.

تقلیدشرکیہ دراصل وہ ہے کہ جومقلددل میں یہ شرکیہ عقیدہ بٹھالے کہ میں اپنے
امام کی ہرقول کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑوں گااور حدیث رسول پراپنے
امام کے قول کوترجیح دے.

اس مسئلہ کومولاناسرفرازخاں صفدردیوبندی یوں بیان کرتے ہیں:

"کوئی بدبخت اورضدی مقلددل میں یہ ٹھان لے کہ میرے امام کے قول کے مخالف اگرقرآن وحدیث سے بھی کوئی دلیل قائم ہوجائے تومیں اپنے مذہب کونہیں چھوڑوں گاتووہ مشرک ہے.ہم بھی کہتے ہیں لاشک فیہ(اس میں کوئی شک نہیں). "(الکلام المفید:۳۱۰)

لیکن جویہ سمجھتاہوکہ میں اس امام کی اس بات کواس لیے مان رہاہوں کہ قرآن وحدیث کے مطابق یہی ہے تواس مسئلہ میں امام کی پیروی کرنے والاہرگزشرک نہیں کررہا.ماضی کے تمام اہلسنہ ائمہ کرام اسی طرح حنفی' شافعی سے منسوب تھے.

امام قاضی ابوبکر قفال شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہم شافعی کے مقلدنہیں بلکہ ہماری رائے شافعی کی رائے سے متفق ہوجاتی ہے اوریہی حال امام طحاوی(حنفی)کاہے وہ بھی مقلدنہ تھے بلکہ ان کی رائے ابوحنیفہ کی رائے سے موافق ہو جاتی تھی."(رسائل قاضی ابوبکر)

باب: پنجم

مسلک دیوبند کادعامیں انبیاءواولیاء کاوسیلہ بنانے کاباطل عقیدہ

ائمہ اہلسنت کے اجماع کے مطابق انبیاءواولیاءکادعامیں وسیلہ بناناجائزنہیں.جبکہ دیوبندکے نزدیک یہ جائزہے.

دیوبند کی عقیدہ کی کتاب' المہند علی المفندۓ میں مزکورہے :

"دعاء میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کا وسیلہ جائز ہے, انکی حیات میں بھی اور وفات کے بعد بھی , مثلا یوں کہے کہ یا اللہ ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ دعاء کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں" (المہندعلی المفند, ص:۳۲)

تمام محدثین اورائمہ وفقہاءکے نزدیک اس چیزپراجماع ہےکہ مخلوق میں سے کسی کابھی وسیلہ بناناجائزنہیں.دیوبندی متاخرین سلف اورائمہ سے منسوب ضعیف روایات سے مردے سے وسیلہ ثابت کرتے ہیں لیکن ائمہ اہلسنت کے وسیلہ کے رد میں صحیح اقوال کوچھوڑدیتے ہیں.

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کوئی مخلوق کاواسطہ دے کراللہ سے نہ مانگے اورنہ ہی کسی کویہ کہناچاہیے کہ میں تیرے انبیاءکرام کے حق کی بناپرتجھ سے سوال کرتاہوں."(کتاب الوسیلہ: ۱۳۳)

نیزامام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

" کسی کیلئے درست نہیں کہ وہ اللہ سے دعا کرے مگر اسی کے واسطے سے ،اور جس دعا کی اجازت ہے اور جس دعا کا حکم ہے وہ وہی ہے جو اللہ تعالی کے اس قول سے ظاہر ہے. (وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بھا.... اور اللہ کے سب نام اچھے ہی ہیں۔ تو اس کو اس کے ناموں سے پکارا کرو اور جو لوگ اس کے ناموں میں الحاد اختیار کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں عنقریب اس کی سزا پائیں گے.)

(الدر المختار مع حاشیہ رد المختار:۶/۳۹۶-۳۹۷)

شرح عقیدہ الطحاویہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے:

"امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ، مکروہ ہے کہ دعا کرنے والا یوں کہے کہ میں بحق فلاں ، یا بحق انبیاء ورسل تیرے ، یا بحق بیت حرام و مشعر حرام تجھ سے سوال کرتا ہوں." (شرح عقیدہ طحاویہ:۲۳۴)

امام قدوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کسی مخلوق کاواسطہ دے کراللہ تعالٰی سے کوئی سوال کرنا جائزنہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی پرکسی مخلوق کاکوئی حق نہیں ہے."(کتاب الوسیلہ:۱۳۴)

اہلسنت کے نزدیک البتہ کسی زندہ نیک شخص سے دعاکرواناجائزہے.رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعاکرواناصرف آپ کی زندگی میں تھالیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کووسیلہ بناناجائزنہیں.وسیلہ کی دلیل کسی بھی صحیح حدیث میں موجودنہیں ہے.آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دورعمررضی اللہ عنہ میں قحط پڑاتوحضرت عمررضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کووسیلہ بنانے کی بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاحضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دعاکروائی اورخودبھی عرض کیا.

"اے اللہ ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوتیری طرف وسیلہ (بطوردعا)بناتے تھےاورتوبارش برساتاتھااب ہم اپنے نبی کے چچاکو(دعاکے طورپر)وسیلہ بناتے ہیں.اے اللہ بارش بھیج دے پھربارش ہوئی."(صحیح بخاری:۱۰۱۰)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"پس صحابہ کرام نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ (دعا) کورسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ(دعا)کابدل قراردیا'کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعدکوئی شرعی جواز باقی نہ رہاتھاکہ آپ کووسیلہ بنایاجائے حالانکہ یہ عین ممکن تھاکہ وہ آپ کی قبرانورپرحاضری دیتے اوروہاں آپ کاوسیلہ تلاش کرتے اوراپنی دعامیں آپ کی حرمت وجاہ کی قسم دلاتے یاایسے الفاظ اداکرتے جس سے اللّٰہ کومخلوق کی قسم دلانایااس کے واسطے سے اللہ تعالٰی سے سوال کرنے کا مفہوم پایاجاتااوریوں دعاکرتے کہ:اے اللہ ہم تجھ سے اپنے نبی مکرم کے واسطے سے مانگتے ہیں یایوں کہتے کہ:اے اللہ ہم تجھے تیرے نبی کی قسم یاددلاتے ہیں یااس کے ہم معنی دوسرے الفاظ اداکرتے جواکثرجاہل لوگ اداکرتے ہیں لیکن صحابہ کرام نے ایساطرزعمل اختیارنہیں فرمایا."(کتاب الوسیلہ:۳۲۰)

عمومی طورپردیوبند کے نزدیک غیراللہ کوبراہ راست پکارناجائزنہیں لیکن دیوبندکے اکابرین میں غیراللہ سے براہ راست استمداد'استغاثہ وفریادکے اقوال بھی کثرت سےملتے ہیں.

مولانازکریا تبلیغی دیوبندی لکھتے ہیں:

''رسول خدا نگاہ کرم فرمائیے اے ختم المرسلین رحم فرمائیے ،آپ یقینا رحمۃللعالمین ہیں ہم حرماں نصیبوں اور ناکامان قسمت سے آپ کیسے تغافل فرماسکتے ہیں، عاجزوں کی دستگیری بے کسوں کی مدد فرمائیے اور مخلص عشاق کی دلجوئی اور دلداری کیجئے''۔

(فضائل درود، ص:128 وتبلیغی نصاب، ص:806)

 نیزمولانا زکریا نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں لکھا:

 ''آپ ﷺ نے ایک شخص کو مخاطب ہوکرفرمایا: ''جب تیرے باپ پر مصیبت نازل ہوئی تو میں اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے. "(تبلیغی نصاب، ص791)

. خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی لکھتے ہیں:

"مشائخ کی روحانیت سے استفادے اور انکے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بیشک صحیح ہے, مگر اس طریق سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے , نہ کہ اس طرز سے جو عوام(بریلویہ) میں رائج ہے "

(المہند علی المفند المعروف عقائد علمائے دیوبند ,ص: ۵۸)

مناظر احسن گیلانی دیوبندی نے لکھا:

''ہم بزرگوں کی روحوں سے فریاد کرنے کے منکر نہیں ہیں۔ ''

(سوانح قاسمی)

محمد قاسم نانوتوی صاحب نے رسول الله صلی الله علیه وسلم کو مخاطب ہوکرکہا

"مددکراے کرم احمدہم که تیرے سوا نهیں هے قاسم بیکس کاکوئی حامی کار"

(قصائد قاسمی، قصیده بهاره در نعت رسول الله صلی الله علیه وسلم ص 8، عقائد حقه ص:4 از زاهد الحسینی)

قاسم نانوتوی صاحب اگر اکیلے کسی مزار (قبر) پر جاتے اور دوسرا کوئی شخص وهاں موجود نہ ہوتا، تو آواز سے عرض کرتے کہ "آپ میرے واسطے دعا کریں "

(سوانح قاسمی ج2 ص 29)

اشرف عی تهانوی دیوبندی کا ایك اور عقیده انکی کتاب "امداد المشتاق " میں ملاحظه فرمائیں:

" حضرت نے تشفی دی اور فرمایا که فقیر مرتا نهیں هےصرف ایك مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا هے فقیر کی قبر سے وهی فائده حاصل هو گا جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے هوتا تها. فرمایا حضرت صاحب نے که میں نے حضرت کی قبر مقدس سے وهی فائده اٹهایا جو حالت حیات میں اٹهایا تها-"

(امداد المشتاق)

اشرف علی تهانوی نے ایک شخص کا قصه بیان کیاکہ وہ پیرکے مرنے کے بعد اسکی قبرپرگیااورکہا:

"حضرت میں بہت پریشان اورروٹیوں کا محتاج هوں کچه دستگیری فرمائیے پهراسے قبرسے روزانه دوآنے یاآدها آنہ ملاکرتاتها".

تهانوي نے کہاکہ "يه منجمله كرامات کے هے"

(امداد المشتاق ص 117،فقره:290دوسرانسخه:ص123)

تهانوی نے رسول الله صلی الله علیه وسلم کو پکارتے ہوئے کہا:

"دستگیری کیجئے میرے نبی کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی" (نشر الطیب:ص 194)

امداللہ مہاجرمکی دیوبندی نے اشعار لکھے:

"یا رسول کبریا، فریاد ہے، یا محمد مصطفی فریا د ہے آپ کی امدا د ہو، میرا حال ابتر ہوا، فریاد ہے سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے."

(کلیات امدادیہ، ص:90-91)

نیزحاجی امداد اللہ نے کہا:

"دور کر دل سے حجاب جہل وغفلت میرے رب 'کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے اب 'ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے."(کلیات امدادیہ، ص:103)

حاجی امداد اللہ اپنے پیر نور محمد کے بارے میں فرماتے ہیں:

" آسرا دنیا میں ہے ازبس تمہاری ذات کا

تم سوا اوروں سے ہرگز نہیں ہے التجا

بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا

آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا" (شمائم امدادیہ ص83،84 امداد المشتاق، فقرہ: 288)؛ کشا فریاد ہے (کلیات امدادیہ ص 90،91)

محمد یوسف لدھیانوی دیوبندی امداداللہ مہاجرمکی کے ان اشعارپررقمطرازہیں:

یہی عقیدہ بریلویوں کا ہے لیکن دیوبندی اور بریلوی اختلاف کی کوئی بنیاد میرے علم میں نہیں ہے۔ (اختلاف امت اور صراط مستقیم ج 1 ص 38)